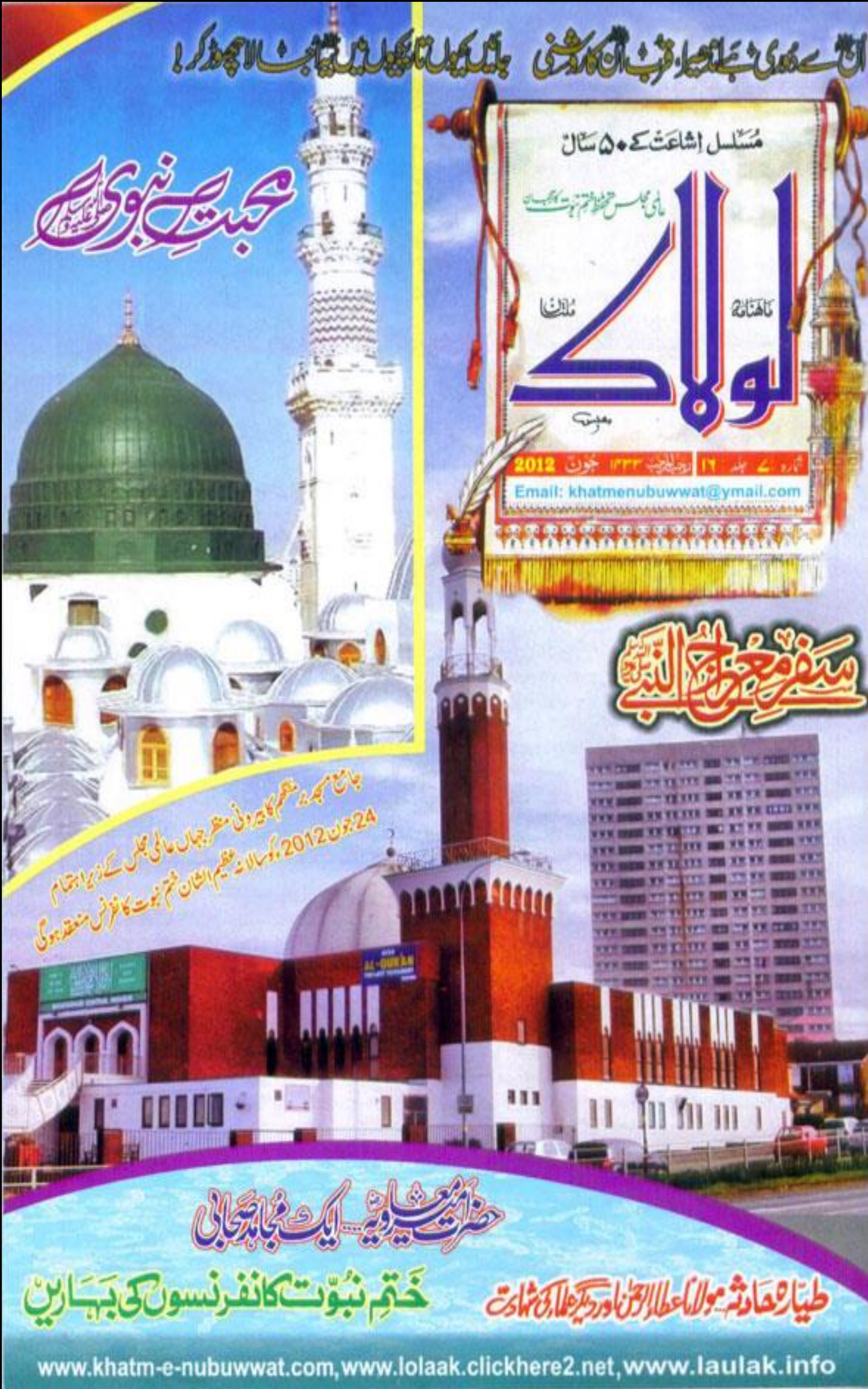
مسلسل اشاعت کے ۵۰ سال
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان
شمارہ ۷ جلد ۱۲ رجب المرجب ۱۴۳۳ جون 2012
Email: khatmenubuwwat@ymail.com
محبت نبوی ﷺ
سفر معراج النبی ﷺ
جامع مسجد برمنگھم کا بیرونی منظر جہاں عالمی مجلس کے زیر اہتمام
24 جون 2012ء کو سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی
حضرت امیر معاویہؓ... ایک مجاہد صحابی
ختم نبوّت کانفرنسوں کی بہاریں
طیارہ حادثہ مولانا عطاء الرحمٰن اور دیگر علماء کی شہادت
www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

لولاک

ماہنامہ ملتان

شمارہ: ۷ ○ جلد: ۱۶

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر صدارت: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ محمد عابد مسعود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد ○ مطبع: [illegible] ملتان ○ مقام اشاعت: [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

حضرت مولانا قاضی حمید اللہ صاحبؒ کا وصال	مولانا اللہ وسایا	3
طیارہ حادثہ......مولانا عطاء الرحمن اور دیگر علماء کی شہادت	مولانا اللہ وسایا	4
سیاچن کا حادثہ	مولانا اللہ وسایا	5
مولانا عبدالحکیم نعمانی کو صدمہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	5

مقالات ومضامین

محبت نبوی ﷺ	مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	6
سفر معراج النبی ﷺ	مولانا محمد صدیق ارکانی	15
حضرت امیر معاویہؓ......ایک مجاہد صحابی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	22
حدیث لولاک......اور......ماہنامہ لولاک	مولانا غلام رسول دین پوری	25
یہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ تھے	مولانا احسان اللہ فاروقی	30
حضرت مولانا بشیر احمدؒ حیاتی کا وصال	عبداللطیف بلوچ	32
آہ! گلشن بنوری کا حدی خواں شیخ عطاء الرحمن	سید محمد زین العابدین	34
ختم نبوت کانفرنسوں کی بہاریں	مولانا اللہ وسایا	36

ردقادیانیت

احتساب قادیانیت جلد ۴۲ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	43

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	48

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

حضرت مولانا قاضی حمید اللہ صاحب کا وصال!

۱۸؍اپریل ۲۰۱۲ء کو جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے سابق امیر، سابق ایم این اے حضرت مولانا قاضی حمید اللہ صاحب لاہور میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اگلے روز ۱۹؍اپریل کو آپ کی نماز جنازہ گوجرانوالہ، اسلام آباد میں ادا کی گئی اور اسی روز آبائی قبرستان عمرزئی چارسدہ میں رحمت حق کے سپرد ہوئے۔

گوجرانوالہ میں آپ کا جنازہ حضرت مولانا محمد داؤد صاحب نے پڑھایا۔ اسلام آباد میں آپ کے جنازہ کی امامت قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن نے فرمائی۔

حضرت مولانا حمید اللہ صاحبؒ اس وقت امام غزالیؒ، علامہ امام رازیؒ کے علوم کے ترجمان تھے۔ بہت ہی کامیاب ترین معقولی ومنقولی علوم کے استاذ تھے۔ جامعہ مظاہر العلوم گوجرانوالہ کے بانی تھے۔ جامعہ انوار العلوم شیرانوالہ باغ ان کے تدریس کی دھوم کی آماجگاہ رہے۔ جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں آپ کا درس قرآن کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ہزاروں آپ کے شاگرد ہوں گے۔ آپ بہت ہی جفاکش عالم دین تھے۔ صبح سے لے کر رات گئے تک آپ علوم اسلامی کی ترویج واشاعت کے لئے وقف رہتے۔ بلا مبالغہ آپ کی تدریس پر طالب علم جان چھڑکتے تھے۔ آپ کا جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنماؤں میں شمار ہوتا تھا۔ آپ گوجرانوالہ سے ایک بار ایم این اے بھی منتخب ہوئے۔ آپ جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے امیر بھی رہے۔ آپ مجاہد فی سبیل اللہ، حق گو عالم دین تھے۔

رسوائے زمانہ پرویز مشرف کے منحوس دور اقتدار میں جب پاکستان کو روشن خیال بنانے کے خوشنما نعرہ کی آڑ میں اسلام اور اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا گیا۔ میراتھن ریس کے نام پر یونیورسٹی وکالجز کی نوجوان بچیوں کو سرکاری آرڈر کے تحت نیم برہنہ لباس میں سڑکوں پر مخلوط دوڑ میں شریک مقابلہ کیا گیا۔ تو پورے ملک میں الامان والحفیظ کی صدائیں تو ضرور بلند ہوئیں۔ لیکن اس شرمناک کھیل کی روکاوٹ وسد سکندری قائم کرنے کے لئے جو شخصیت میدان میں شہباز بن کر اتری اور پورے شیطانی حکومتی کھیل کو جوتے کی نوک پر رکھ کر لازوال حفاظت اسلام کی تاریخ مرتب کی۔ وہ مولانا قاضی حمید اللہ صاحبؒ تھے۔

آپ کی جرأت نے خالد وطارق کی یاد تازہ کردی۔ آپ کی ایک للکار نے باطل کو ناکوں چنے چبوائے۔ چاروں شانے چت کیا۔ شکست فاش سے دوچار کیا۔ باطل نے دم دبا کر بھاگنے میں عافیت گردانی۔ تب حق کے نمائندہ، علمائے حق کے حدی خواں حضرت مولانا قاضی حمید اللہ صاحبؒ کی للکار حق نے پورے ملک سے میراتھن ریس کو ایسے غائب کیا جیسے گدھے کے سر سے قدرت نے سینگ غائب کئے ہیں۔

پرویزی ملعون دور حکومت کی گردن کا سریا جس نے مروڑا وہ مولانا حمید اللہؒ تھے۔ ان سے بڑی یادیں وابستہ ہیں۔ وہ بڑے آدمی تھے۔ وہ کیا گئے ایک عالم سونا ہوگیا۔ رحمت حق کی ان کی قبر پر موسلا دھار بارش نازل ہو۔ آمین!

طیارہ حادثہ......مولانا عطاء الرحمٰن اور دیگر علماء کی شہادت

بھوجا ایئرلائن کا طیارہ ۲۰ راپریل ۲۰۱۲ء بروز جمعہ شام قریباً سات بجے راولپنڈی چک لالہ ایئرپورٹ کے قریب حادثہ کا شکار ہوگیا۔ اس میں سوار تمام مسافران شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! یہ بدقسمت طیارہ کراچی سے چلا۔ منزل مقصود راولپنڈی تھی۔ جہاں پہنچنے سے چند منٹ قبل یہ روح فرسا حادثہ پیش آ گیا۔

یہ اچانک حادثہ یقیناً ہمارے اعمال کی سزا ہے۔ حکومتی بے اعتدالیاں وبددیانتیاں عروج پر ہیں۔ قانون کو نیچا دکھانے کی پالیسی، غبن، اقرباء پروری، ڈھیٹ پن اپنی آخری حدوں کو چھورہی ہے۔ اس صورت حال میں یہ حادثہ کاش ہم سب کو توبہ واستغفار اور معاصی سے چھٹکارے کی راہ پر ڈال دے۔ لیکن نت نئے حادثے ہوتے ہیں۔ رسمی تعزیتی چار بول بول کر ہم پھر اسی بے اعتدالی کی راہ پر سرپٹ دوڑنے لگ جاتے ہیں:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
میر کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انابت کی توفیق رفیق فرمائیں۔ صدر مملکت بددیانتی کے کیسوں میں منہ چھپائے پھر رہے ہیں۔ پوری دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جس کا وزیراعظم سزا یافتہ مجرم ہے۔ کیا دنیا میں میں جینے کے یہ لچھن ہوتے ہیں؟۔ کاش! پوری قوم اس کی قیادت تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتی۔

اس افسوسناک حادثہ کا ایک دردناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس جہاز میں مولانا عطاء الرحمٰن استاذ الحدیث وناظم تعلیمات جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، مولانا محمد یونس، مولانا گل زمان، مولانا عرفان، مولانا پیرعثمان رشید، قاری عبدالرحمٰن بھی شریک سفر تھے۔ جو تمام کے تمام جاں بحق ہوگئے۔

مولانا عطاء الرحمٰن جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے محبوب ترین وکامیاب مدرس تھے۔ آپ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کی قابلیت وذہانت واطاعت شعاری نے اللہ رب العزت کے ہاں یہ قبولیت حاصل کی کہ اپنی مادر علمی میں خدمت تدریس کا موقعہ مل گیا۔ پھر بڑھے تو بڑھتے ہی چلے گئے۔ اس وقت نہ صرف ناظم تعلیمات تھے۔ بلکہ مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، نائب مہتمم حضرت مولانا سید محمد سلیمان بنوری کے دست وبازو تھے۔ جامعہ کی نمائندگی وفاق المدارس کی نصاب کمیٹی میں آپ کرتے تھے۔

آپ انتہائی دوررس نگاہ رکھتے تھے۔ اصابت رائے کے باعث جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے اساتذہ وطلباء میں محبوبیت کا مقام رکھتے تھے۔ جمعیت علمائے اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کی آنکھوں کا تارہ تھے۔ وہ کیا گئے ہم سب کو آزردہ خاطر کرگئے۔

حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ ان کے درجات بلند ہوں کہ وہ بلند کردار عالم دین تھے۔ جہاز کے حادثہ میں شہید ہونے والے تمام مسافروں کے ورثاء مستحق تعزیت ہیں۔ ادارہ لولاک پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین!

سیاچن کا حادثہ

سیاچن چندرہ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع برفانی علاقہ ہے۔ یہ علاقہ پاکستان میں شامل تھا۔ بھارت نے اس پر قبضہ کی ٹھانی۔ تب سے اب تک دونوں ملکوں کی ہزاروں کی تعداد میں فوج اس مشکل ترین محاذ پر ڈیوٹی دے رہی ہے۔ اب تک دونوں ملکوں کی فوج کے بلا مبالغہ سینکڑوں افراد اس سیاچن نے ہڑپ کر لئے ہیں۔ تازہ حادثہ ۷؍اپریل ۲۰۱۲ء کو پیش آیا۔ برفانی تودہ گرنے سے کرنل سمیت ایک سو بیس فوجی اہلکار ٹنوں برف کے نیچے دب گئے۔ خراب موسم کے باعث امدادی کاموں میں کامیابی نہیں ہو رہی۔ تا حال لاشیں تک نہیں ملیں۔ علاقہ چندرہ ہزار فٹ بلند ہے۔ برفانی تودہ ایک مربع کلومیٹر وسیع اور اسی فٹ بلند ہے۔ اسی فٹ کے بلند تودہ کے نیچے سے ایک مربع کلومیٹر کے علاقہ سے ان فوجیوں کو نکالنے کا کام مشکل امر ہے۔ موسم کی خرابی کے باعث باقی کئی برفانی تودے موت کا پیغام بن کر پھن پھیلائے کھڑے ہیں۔ ان پاک فوج کے نوجوانوں کی یہ حادثاتی کیفیت سے ان کے ورثاء کے دلوں پر کیا بیت رہی ہوگی۔ اس کے تصور سے دردمند دل ڈوبنے لگتے ہیں۔ لیکن ہم لوگ کر ہی کیا سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ مرحومین کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ کاش! دونوں حکومتیں اس بے سود، نقصان دہ محاذ کو چھوڑ کر اپنے ملک کی فوج پر رحم کریں۔ اللہ تعالیٰ دونوں حکومتوں کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

مولانا عبدالحکیم نعمانی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم رحمانی کے والد محترم مولانا عبدالرحمٰن ۳۰؍مارچ کو انتقال فرماگئے۔ مرحوم داؤد ارائیں (چاہ گھگی والا) میں پیدا ہوئے۔ والدین نے سردار محمد نام رکھا۔ جبکہ مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ نے عبدالرحمٰن نام رکھا۔ ابتدائی تعلیم مولانا شبیر احمد سے حاصل کی۔ فارسی نظم، صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں اور قرآن پاک کا ترجمہ مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ سے مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں پڑھیں۔ جبکہ دورہ حدیث شریف مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا فیض احمد، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتانیؒ سے پڑھا۔ دورہ تفسیر حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے پڑھا۔ کچھ عرصہ سے معدہ کے امراض کا شکار چلے آرہے تھے۔ ۳۰ مارچ ۸ بجے صبح انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم اپنے علاقہ میں توحید وسنت کے ترجمان تھے۔ نماز جنازہ ساڑھے پانچ بجے ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ جنازہ میں چیچہ وطنی سے قاری زاہد اقبال، قاری محمد اصغر عثمانی، راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد انس ملتان نے شرکت کی۔ ادارہ لولاک اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم اور مولانا عبدالنعیم کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا نے ایک مشترکہ بیان میں مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر کی دعا کی۔ (محمد اسماعیل شجاع آبادی)

محبت نبوی ﷺ

قسط نمبر:۱

خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ!

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ سرور کائنات a کے اقوال طیبہ میں سے تین روایتیں میں نے تلاوت کی ہیں۔ پہلی روایت کا معنی ہے کہ رسول a فرماتے ہیں:''لایؤمن احدکم ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو گا۔''حتی اکون احب الیہ ''جب تک کہ میں اس کو زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں بمقابلہ اس کے والد کے، اس کی اولاد کے اور سب لوگوں کے۔ دوسری روایت جو میں نے پڑھی۔ اس میں رسول اللہ a فرماتے ہیں کہ تین باتیں ایسی ہیں۔ جس شخص میں موجود ہوں۔ وہ شخص ایمان کا مزہ پالیتا ہے۔ اس کو ایمان کی مٹھاس حاصل ہو جاتی ہے۔ ان میں سے پہلی بات بیان فرمائی کہ اللہ اور اللہ کا رسول ''ماسوا'' کے سوا جو کچھ ہے۔ اس کے مقابلے میں اللہ اور اللہ کا رسول a زیادہ محبوب ہو۔ دوسری بات فرمائی کہ اگر وہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ محبت بھی اللہ کے لئے کرتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ کفر کی طرف لوٹنا۔ اس کے لئے ایسے ناگوار ہے جیسے آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہے۔ (یعنی آگ میں ڈالا جانا جس طرح انسان کو ناگوار ہے۔ کفر کی طرف لوٹنا۔ اس کو اتنا ہی ناگوار ہے)

یہ تین کیفیتیں اگر پیدا ہو جائیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول a پوری کائنات کے مقابلے میں زیادہ محبوب ہوں اور اگر کسی بندے کے ساتھ محبت ہو تو وہ بھی اللہ کے لئے ہو اور کفر سے طبعاً نفرت ہو۔ جیسے آگ میں ڈالے جانے سے انسان عقلاً نہیں، طبعاً ڈرتا ہے۔ یہ کیفیت اگر پیدا ہو جائے تو ایسے شخص کو ایمان کا مزہ آ جاتا ہے:''وجد حلاوۃ الایمان ''وہ ایمان کی مٹھاس پالیتا ہے۔

تیسری روایت جو میں نے عرض کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے سرور کائنات a سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آپ a نے فرمایا کہ تجھے جو قیامت کا اتنا شوق چڑھا ہوا ہے تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟۔ تو اس شخص نے جواب دیا یارسول اللہ! کچھ بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول a سے محبت کرتا ہوں۔ تو یہ سن کر آپ a نے فرمایا''المرء مع من احب ''انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے گا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو اسلام لانے کے بعد جتنی خوشی اس بات کے سننے میں ہوئی میں نے نہیں دیکھا کہ صحابہ کرامؓ کسی بات پر اتنے خوش ہوئے ہوں۔ (ترمذی ج۲ص۶۲)

وجہ آپ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سب سے زیادہ اللہ اور اللہ کے رسول a سے محبت رکھتے تھے اور ان کو بشارت مل گئی''المرء مع من احب ''تو ان کو اور کیا چاہئے؟۔ تینوں روایتیں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ تینوں ہی محبت سے متعلق ہیں۔

محبت کیا ہے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ محبت کیا ہوتی ہے؟ محبت کسے کہتے ہیں؟ اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ جو چیزیں بدیہی ہوں۔ ان کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ اب آپ سے کوئی پوچھے کہ پیاس کیا ہوتی ہے؟ تو آپ الفاظ میں نہیں سمجھا سکتے۔ بھوک کیا ہوتی ہے؟ جانتے آپ سب ہیں۔ لیکن لفظوں میں نہیں سمجھا سکتے۔ اسی طرح محبت ایک ایسی کیفیت ہے جس کا ہر شخص کو پتہ ہے۔ لیکن لفظوں میں بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ معنی کریں گے اس کا میلان قلب، دل کا میلان کسی کی طرف ہوجائے اسے محبت کہتے ہیں۔ یہ ایک ناقص تعبیر ہے، یا اردو کا ایک شاعر ہے جس کا تخلص ''شیفتہ'' ہے۔ وہ کہتا ہے:

شاید اسی کو محبت کہتے ہیں شیفتہ اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

یہ اس کی ایک تعبیر ہے۔ کیونکہ عشق ومحبت کی تاثیر گرم ہے۔ اس لئے عشق کا شعلہ جب بھڑکتا ہے تو معشوق کے علاوہ ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے تو اس کی تعبیر آگ کے ساتھ بہت حد تک مناسب ہے۔ اسی سے ہم آگے بات لیں گے کہ جہاں آگ لگی ہو اور دھواں نہ اٹھے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ دھواں آگ کے آثار میں سے ہوتا ہے۔ بہرحال محبت کا مفہوم آپ سمجھتے ہیں اور بداہتہً سمجھتے ہیں۔ ضرورۃً سمجھتے ہیں اور اجلیٰ بدیہات میں سے ہے اور جو چیز اتنی واضح ہو۔ اس کو لفظوں میں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ایک اہم اشکال کا جواب

پہلی روایت کی طرف دیکھتے ہوئے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھ سے اپنے والد کے مقابلے میں، سب لوگوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ کرے۔ ذہن میں ایک سوال آتا ہے کہ ہم تو اپنے دل ودماغ کو دیکھتے ہیں جتنا ہمیں اپنا والد یاد آتا ہے، جتنی ہمیں اولاد یاد آتی ہے یا جتنی بیوی یاد آتی ہے، اتنا رسول اللہ ﷺ کے لئے تو ہم بے قرار نہیں ہوتے۔ ان سے چند دن ملاقات نہ ہو تو ہم بے قرار ہوجاتے ہیں۔ فوراً انسان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوگا کہ مجھے بیوی بچوں سے، اولاد سے، ماں باپ سے محبت زیادہ ہے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ ان کے مقابلے میں محبت میرے ساتھ زیادہ نہ ہو۔ یہ وسوسہ اور خیال فوراً دل میں آتا ہے اور یہ واقعہ ہے آپ بھی اس میں مبتلا ہیں۔ میں بھی اس میں مبتلا ہوں کہ جتنی یاد ہمیں ان متعلقین کی ستاتی ہے، اتنی یاد ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نہیں ستاتی تو پھر کیا رسول اللہ ﷺ کے اس فتویٰ کے تحت ہم مومن نہیں ہیں؟۔

اس لئے علماء لکھتے ہیں کہ محبت اصل کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ ایک قسم وہ ہے جس کو محبت طبعی کہتے ہیں۔ یہ محبت اختیار میں نہیں اور ایمان اور ایمانیات کا تعلق اختیاری امور کے ساتھ ہے۔ غیر اختیاری امور کے ساتھ نہیں ہے: ''لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعہا...... بقرہ:۲۸۶ '' ﴿اللہ تکلیف نہیں دیتا اس چیز کی جس کی انسان میں وسعت نہ ہو۔﴾ یہ اختیار میں نہیں ہے۔ اس لئے جو اس فن کے ماہر ہیں ان کا فیصلہ یہ ہے کہ: ''محبت دو

آگ ہے جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں آپ دل لگانا چاہتے ہیں۔ضروری نہیں کہ لگ جائے اور جس کو ہم دل سے نکالنا چاہیں ضروری نہیں کہ نکل جائے۔ہم چاہتے ہیں کہ محبت نہ ہو، ہو جاتی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ہو، نہیں ہوتی۔یہ طبعی ہونے کی ایک تعبیر ہے:''یہ وہ آگ ہے جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے'' یہ تو اصحاب فن کا قول ہے۔

محبت طبعی کا ثبوت حدیث سے

ورنہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ طبعی محبت اختیاری نہیں ہے اور جو اختیاری نہ ہو انسان اس کا مکلف نہیں ہے۔مکلف اس چیز کا ہے جو انسان کے اختیار میں ہو۔سرور کائنات a کی بیک وقت ۹ ازواج موجود تھیں اور قرآن کریم میں اشارہ موجود ہے کہ حضور a پر ان بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم ضروری نہیں تھی۔قرآن کریم کہتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں، جس کو چاہیں اپنے پاس نہ رکھیں''ترجي من تشاء منهن وتووى اليك من تشاء ...... الاحزاب:۵۱''حضور a کو اللہ نے تقسیم کی تکلیف نہیں دی۔لیکن اس کے باوجود سرور کائنات a نے تمام بیویوں کے درمیان معاملہ یکساں رکھا ہے اور انصاف کا اعلیٰ سے اعلیٰ معیار قائم کیا ہے۔حالانکہ آپ a اس کے مکلف نہیں تھے۔اس ساری تقسیم عادلانہ کے باوجود پھر حضور a کی دعا منقول ہے۔

''اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك (مشكوٰة ۲، ۲۷۹، ترمذی ۱، ۲۱۷)'' ﴿یا اللہ! جو کچھ میرے اختیار میں تھا۔وہ تو میں نے برابر سرابر تقسیم کر دیا۔پس اس بارے میں مجھے ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے۔میرے اختیار میں نہیں ہے۔﴾

شارحین لکھتے ہیں کہ اس سے میلان قلبی کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی بیوی سے محبت زیادہ ہو۔کسی سے کم ہو۔یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔جو میرے اختیار میں تھی۔وہ میں نے پوری پوری تقسیم کر دی۔یہ علامت ہے اس بات کی کہ میلان طبعی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔جب اختیار میں نہیں تو اس کا ہم سے مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔مطالبہ تو اس چیز کا ہے جو ہمارے اختیار میں ہو اور یہ جو اولاد کی محبت ہے یا بیوی بچوں کے ساتھ محبت ہے یہ طبعی محبت ہے۔اور ایک محبت ہوتی ہے عقلی۔اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک شخصیت کو آپ نے عقلاً اپنی بیوی سے زیادہ، اپنی اولاد سے زیادہ، باقی کائنات کے مقابلے میں زیادہ اپنے لئے اہم قرار دے دیا یا عقیدتاً، ارادۃً آپ اس کو اہم قرار دیتے ہیں۔دل میں وہ بے قراری نہیں جو طبعی محبت میں ہوتی تھی۔اہم قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کہیں تقابل آ جائے تو ترجیح آپ اس کو دیتے ہیں۔تقابل آنے کے وقت آپ اپنی اولاد کو ترجیح نہیں دیتے تو پھر یہ علامت ہوگی کہ جو اختیاری محبت ہے۔وہ آپ کے اندر موجود ہے۔

کوئی مومن حضور a کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا

چنانچہ آپ نے دیکھا کہ مومن کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو۔اس کے سامنے بیوی اگر کوئی بے ادبی کا کلمہ بول دے، رسول اللہ a کے متعلق، تو اس کی آنکھیں کھل جائیں گی اور تھپڑ مارنے کو دل چاہے گا تو کیا یہ علامت

نہیں ہے کہ رسول اللہ a کے ساتھ تعلق بیوی کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ اگر کوئی اولاد اس قسم کا کلمہ بول دے جو رسول اللہ a کے متعلق بے ادبی کا ہو تو انسان فوراً جوتا اتار لیتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اس کے سامنے کوئی بے ادبی کرتا رہے۔ گستاخی کرتا رہے اور اس کو پرواہ نہ ہو۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس کے دل میں ایمان نہیں ہے۔ اس کو اللہ اور اللہ کے رسول a کے ساتھ تعلق نہیں۔ اس کو اپنی اولاد اور بیوی بچوں کے ساتھ تعلق زیادہ ہے۔ یہ اس اشکال کا جواب ہے جو عام طور پر دلوں کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک طبعی محبت ہوتی ہے اور ایک عقلی محبت ہوتی ہے۔ یہاں مطلوب وہ محبت ہے جو ہمارے اختیار میں ہو اور طبعی محبت اختیار میں نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ اس وسوسہ میں مبتلا نہ ہوں کہ بیٹا تو بڑا یاد آتا ہے رسول اللہ a یاد نہیں آتے۔ عقلی محبت مطلوب ہے اور وہ آپ کے اختیار میں ہے۔ ایمانیات جتنی ہیں سب اختیاری ہیں۔ انسان کو غیر اختیاری چیز کا مکلف نہیں کیا جاسکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ بسا اوقات انسان عقلی محبت پر بھی اس طرح توجہ رکھتا ہے کہ کبھی کبھی وہ عقلی محبت طبعی محبت بن جاتی ہے کہ انسان اس طرح روتا ہے جس طرح اپنے محبوبوں کے لئے روتا ہے۔ وہ پھر بہت اعلیٰ درجہ ہے جو ان اولیاء اور صوفیاء کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ اس عقلی محبت کا کمال ہے۔ پہلی روایت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی۔ اس کی تو اتنی ہی وضاحت کافی ہے۔

ایمان کا مزہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟

دوسری روایت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ صحیح بخاری میں دونوں روایتیں اسی طرح آگے پیچھے ہیں۔ پہلے وہ روایت ہے اور اس کے متصل بعد دوسری روایت ہے۔ تین باتیں جس میں موجود ہوں۔ اس کو ایمان کا مزہ آجاتا ہے تو یہاں علماء شارحین لکھتے ہیں کہ: ’’ایمان کا مزہ آجاتا ہے۔‘‘ اس بات سے اوپر والی روایت میں ایک تاویل کی جاسکتی ہے کہ جو حضور a نے فرمایا کہ ایمان نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا ایمان کامل نہیں۔ اس نے ایمان کا مزہ نہیں لیا۔ ورنہ نفس ایمان تو آسکتا ہے۔ اوپر والی روایت کی تشریح میں یہ روایت معاون ہوجاتی ہے۔ ایمان تو ہے۔ اللہ کو مان لیا، اللہ کے رسول a کو مان لیا، کلمہ پڑھ لیا، مومن ہوگیا۔ لیکن مزہ نہیں آئے گا جس وقت تک اللہ اور اللہ کے رسول a سے محبت نہیں کرے گا۔ تو ایمان کا مزہ کیا ہے۔ جو انسان کو لینا چاہئے؟ بین السطور لکھا ہوا ہے کہ ایمان کا مزہ ہے کہ: ’’استلذاذ طاعات‘‘ پھر انسان کو اللہ اور اللہ کے رسول کا کہنا ماننے میں لذت آنے لگ جاتی ہے۔ یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ محبت سب سے زیادہ ہوگئی ہے۔

سمجھانے کے لئے سادہ سی مثال

میں طلباء کو سمجھانے کے لئے سادہ سی زبان استعمال کرتا ہوں کہ دو شاگرد ہیں ایک استاذ کے۔ ایک شاگرد ایسا ہے جس کو استاذ سے بہت محبت ہے اور ایک کو بس رسمی سا تعلق ہے تو اتفاق ایسا ہو جائے کہ جس کا تعلق کم ہے۔ اگر استاذ اس کو بلالے کہ میں لیٹنے لگا ہوں میرے بدن میں درد ہے۔ اس کو دباؤ۔ وہ اسی وقت کہے گا کہ کس مصیبت میں پھنس گیا۔ نا ہی سامنے آتے تو اچھا تھا۔ وہ چلا جائے گا اور بددلی کے ساتھ بدن دبائے گا۔ اگر بدن دباتے دباتے استاذ کی آنکھ لگ گئی تو وہ کہے گا کہ ہائے پتا نہیں کب اس کی آنکھ کھلے گی اور مجھے کہے گا کہ بس کر

اور جا تو۔ پھر جگانے کے لئے بسا اوقات بدتمیزی کے ساتھ یا تو بال اکھیڑنے لگے گا یا کچھ اور کرے گا۔ تا کہ استاذ کی آنکھ کھل جائے اور مجھے کہے کہ جا۔ تعلق تو اس کا بھی ہے۔ مگر مزیدار نہیں ہے۔ اور ایک طالب علم ایسا ہوتا ہے جو ہر وقت منتظر رہتا ہے کہ استاذ کی خدمت کا موقع ملے۔ اس کو بلالیں۔ یہ روزمرہ کے واقعات ہیں کہ ہم بار بار کہیں گے جاؤ بیٹا آرام کرلو۔ بہت دیر ہوگئی ہے۔ وہ نہیں جاتا۔ بیٹھا ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد کہ جاؤ بیٹا۔ جاکے آرام کرو۔ لیکن وہ نہیں جاتا۔ کیونکہ اس کو محبت کی بناء پر جو خدمت میں مزہ آرہا ہے۔ اس کو وہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ واقعہ ہے کہ کبھی کبھی اگر منع کرنے کی نوبت نہ آئے تو ساری رات بیٹھا رہے گا۔ گرمیوں کے موسم میں ساری ساری رات پنکھا جھلے گا۔ دونوں کے درمیان فرق اگر ہے تو کیا فرق ہے؟۔

ایک کو خدمت میں مزہ آرہا ہے اور ایک خدمت کو مصیبت سمجھ رہا ہے۔ یہ فرق کس چیز کی بناء پر ہے؟ یہ فرق محبت کی بناء پر ہے کہ محبت نہ ہو تو کہنا ماننا مصیبت سمجھتا ہے اور محبت ہو تو کہنا ماننا سعادت سمجھتا ہے۔ اس کو ”استلذاذ طاعات“ کہتے ہیں کہ پھر اطاعات میں لذت آنے لگ جاتی ہے۔ مزہ آنے لگ جاتا ہے۔ پھر انسان کا جی چاہتا ہے ہر وقت اللہ کا ذکر کروں۔ اللہ کے رسول a کا ذکر کروں۔ اللہ کا کہنا مانوں۔ اللہ کی عبادت کروں۔ پھر اس کو شرعی احکام کی اطاعت میں لطف آنے لگ جاتا ہے۔ یہ علامت ہے کہ اب ایمان مکمل ہوگیا۔ گویا کہ پچھلی روایت کا معنی یہ ہوگا کہ جب تک اللہ اور اللہ کے رسول a کے ساتھ محبت سب سے زیادہ نہ ہو اس وقت تک اس کو اللہ کے احکام ماننے میں، رسول اللہ a کی اطاعت میں مزہ نہیں آتا۔ مزہ تب آئے گا جس وقت سب سے زیادہ محبت ہوگی۔ گویا کہ اوپر والی روایت کی۔ اس روایت کی روشنی میں ایک تاویل بھی ہوگئی کہ اس سے کمال ایمان مراد ہے جس سے ایمان کا مزہ آنے لگتا ہے۔ ورنہ نفس ایمان تو جب آپ نے اللہ کو مان لیا، اللہ کے رسول a کو مان لیا، ضروریات دین کا اقرار کرلیا تو مومن تو آپ ہوگئے۔ اب آپ کو نماز پڑھنے میں مزہ آئے نہ آئے۔ روزہ رکھنے میں مزہ آئے نہ آئے۔ شرعی احکام پر اگرچہ بددلی کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ پھر بھی مومن ہی ہوں گے۔ لیکن اس کو کمال ایمان نہیں کہہ سکتے۔ کمال ایمان اگر پیدا ہوتا ہے تو محبت سے پیدا ہوتا ہے۔

اللہ اور رسول کے ساتھ محبت ایسی ہونی چاہیے

اب اگلی بات تھی ” وان یحب المرء لایحبہ الااللہ وان یکرہ ان یعود فی الکفرکمایکرہ ان یقذف فی النار“ دو باتیں اگلی آگئیں کہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ کے لئے کرتا ہے اور اگر کفر کی طرف لوٹنے سے کتراتا ہے، ایسے کراہت کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے سے کراہت کرتا ہے۔ یہ دو باتیں اس روایت میں زائد آگئیں۔ اب اس کو سمجھانے کے لئے ایک بات عرض کرتا ہوں۔ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ کسی فن کا مسئلہ ہو۔ اس کو حل کرنے کے لئے اہل فن کے اقوال سے سہارا لیا جاتا ہے اور اہل فن کے فرمودات روشنی کا کام دیتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ جس کی مثال دی جارہی ہے وہ کون تھا، کیسا تھا، کیسا نہیں تھا۔ لیکن فن کا مسئلہ سمجھانے کے لئے اہل فن کے اقوال لئے جاتے ہیں۔

باب محبت اور باب عشق میں امامت کا درجہ ہے لیلیٰ مجنوں کا اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کا جن کے قصے

کہانیاں پوری تاریخ کے اوپر حاوی ہیں اور اگر آپ نے کبھی مثنوی پڑھی ہے یا مثنوی کا کوئی سبق سنا ہے تو مولانا رومیؒ نے سارے کے سارے مسئلے انہی کی مثالوں کے ساتھ سمجھائے ہیں۔ مثلاً ایک قول ہے کہ ایک معشوق نے اپنے عاشق سے پوچھا کہ اے نوجوان! تو نے مسافری میں چلتے پھرتے بہت سے شہروں کی سیر کی ہے۔ تیرے نزدیک ان شہروں میں سب سے خوبصورت شہر کون سا ہے؟ وہ کہنے لگا وہی شہر خوبصورت لگتا ہے جس میں میرا دلبر رہتا ہے۔ یعنی جس شہر میں میرا دلبر ہے۔ وہی شہر اچھا لگتا ہے۔ نہ پیرس، نہ لندن، نہ کوئی دوسرا شہر۔ وہی شہر اچھا ہے جس میں میرا دلبر ہے۔

مولانا رومیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے دیکھا کہ مجنوں آبادی سے باہر صحراء میں غم کی دنیا میں بیٹھا ہوا ہے "ریگ کاغذ بود وانگشت قلم "ریت کاغذ کی طرح اس کے سامنے تھی اور انگلی کو اس نے قلم بنایا ہوا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی کے نام خط لکھ رہا ہے" گفت اے مجنوں شیدا چیست ایں "اس نے کہا مجنوں! یہ کیا کر رہے ہو" مے نویسی نامہ بھر کیست ایں "تو یہ خط کس کے نام لکھ رہا ہے۔ مجنوں کہتا ہے خط کس کے نام لکھتا ہے؟ انگلی کے ساتھ ریت کے اوپر لیلیٰ لیلیٰ لکھ کر اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔

اس کو ذکر کرنے کے بعد مولانا رومیؒ نے استنباط کیا ہے کہ کیا ہمارے لئے اللہ لیلیٰ جیسا بھی نہیں ہے؟ اگر مجنوں کو لیلیٰ کا نام لینے سے مزہ آتا ہے تو ہمیں اللہ کا نام لینے میں مزہ کیوں نہیں آتا؟ اگر لیلیٰ کا عاشق لیلیٰ کا نام لے کر مزہ لے رہا ہے تو کیا اللہ کے عاشق کو اللہ کا نام لینے میں مزہ نہیں آنا چاہیے؟ صاحب فن کی بات ذکر کر کے اصل بات یہ سمجھانا مقصود ہے۔ شہر وہ اچھا ہے جس میں دلبر ہے۔

سچی محبت کی ایک نشانی

یہ بھی محبت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ خیالاتی طور پر محبوب انسان کے دل و دماغ پر اس طرح چڑھ جاتا ہے کہ پھر چیز اچھی وہی لگتی ہے جس کی نسبت محبوب کی طرف ہوتی ہے۔ کوئی اور نسبت ذہن میں رہتی ہی نہیں اور اگر کسی دوسرے کام کی طرف توجہ ہوتی ہے تو وقتی طور پر ہوتی ہے۔ جب انسان فارغ ہوتا ہے تو وہی یاد آتا ہے۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

یہ بھی اسی سے متعلق ہے۔ یہ ہیں وہ کیفیات۔ یہ ہے وہ دھواں جو اس آگ سے اٹھتا ہے اور جب یہ آگ لگتی ہے تو پھر اس کے اوپر یہ آثار طاری ہوتے ہیں۔ اب آیئے اصل بات کی طرف کہ اگر اللہ اور اللہ کے رسول a سے محبت ہے تو شہر بھی اسی کا اچھا لگے گا۔ مکہ اس لئے محبوب ہے کہ اس کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ مدینہ اس لئے محبوب ہے کہ اس کی نسبت رسول اللہ a کی طرف ہے۔ ہمیں نہ لندن کی ضرورت ہے، نہ کسی دوسرے شہر کی۔ جو مزہ اس شہر میں آتا ہے کسی دوسرے شہر میں آ سکتا ہی نہیں۔

مکہ افضل لیکن مدینہ کا لطف ہی کچھ اور ہے

ہم سے کوئی پوچھے کہ تمہارے نزدیک روئے زمین پر سب سے پیارا شہر کون سا ہے ہم کہیں گے کہ:

آں شہرے کہ درو دلبر است

اسی کی خاک نصیب ہو جائے ہمیں۔ یہ سب سے پیاری ہے۔ باقی چیزوں کو لے کر ہم کیا کریں گے۔ ورنہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے مومن کے دل میں مدینہ کی محبت سب سے زیادہ ہے۔ باوجود اس بات کے کہ علمی تحقیق کے مطابق افضل مکہ ہے۔

یہ مسئلہ بھی یاد رکھیے! حج کا تعلق مکہ سے ہے۔ مدینہ سے نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص مدینہ نہیں آتا تو اس کے حج میں کوئی نقص نہیں ہے۔ لیکن جب مکہ آجائے تو پھر مدینہ نہ آئے تو اس سے زیادہ بے مروت آدمی کون ہوسکتا ہے؟۔ جب حضور a ہجرت کر کے آئے تھے اس مدینہ میں۔ تو مدینہ کو شرف تبھی حاصل ہوا۔ ورنہ یاد رکھئے مکہ کا شہر ایک نبی کا، نبی زادے کا، نبی کی بیوی کا آباد کیا ہوا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو بٹھایا، اپنے بچے کو بٹھایا، یہاں سے مکہ کی آبادی شروع ہوئی۔ وہ شہر نبی کے گھرانے کا ہے اور یہاں مدینہ میں سوائے یہودیوں اور مشرکوں کے کوئی نہیں تھا اور جب حضور a یہاں آئے ہیں تو حضرت عائشہؓ کا قول بخاری شریف (۲۵۳،۱) میں ہے کہ: ''مدینہ منورہ بیماریوں کا گڑھ تھا'' او بـــی ارض اللّٰہ ''اللہ کی زمین میں سب سے زیادہ وبائی علاقہ تھا۔ کیونکہ یہ علاقہ سیم والا اور جہاں سیم ہوتی ہے۔ وہاں مچھر بہت ہوتا ہے اور جہاں سیم ہوتی ہے۔ وہاں کیڑے مکوڑے اور زہریلی چیزیں بہت ہوجاتی ہیں اور یہ سیم والا علاقہ تھا۔ اور مکہ والے کہتے تھے کہ جو مدینہ چلے گئے۔ ان کو بیماری نے کمزور کر دیا ہے۔ اسی لئے تو حضور a نے فرمایا تھا کہ اکڑ اکڑ کے طواف کرو۔ تاکہ اس کو پتا چلے کہ ہم کمزور نہیں ہیں۔ اس کی حکمت عملی یہی ہے اور جب صحابہ کرامؓ آئے تو مکہ کو یاد کر کے روتے تھے۔ تو حضور a نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی محبت ڈال دے جس طرح مکہ کی محبت ڈال رکھی ہے۔ بلکہ اس سے بھی اشد''

یہ اس دعا کا نتیجہ ہے کہ عقیدۃً چاہے مکہ افضل ہو۔ لیکن محبت جتنی مدینہ سے ہے۔ اتنی مکہ سے نہیں ہے۔ ورنہ عقل کے ساتھ انسان اگر سوچے تو وہاں ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے اور یہاں (مدینہ میں) ہم نماز پڑھتے ہیں تو مسجد نبوی کی پیشانی پر جو حدیث لکھی ہوئی ہے۔ ترکوں والے حصہ میں وہی بخاری کی روایت ہے (مشہور تو ہے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے۔ یہ روایت بھی (مشکوٰۃ ۷۲،۱) میں ہے۔ لیکن تیسرے نمبر کی ہے۔ فصل ثالث کی ہے) پہلے درجہ کی روایت یہ ہے:

''صلوٰۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام

(مشکوٰۃ ۶۷،۱ بخاری ۱۰۹،۱) ''میری اس مسجد کے اندر ایک نماز باقی مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔ صحیح روایت ہزار نماز کے متعلق ہے۔ لیکن ہم یہ حساب نہیں لگاتے۔

۱۴۰۳ھ کی بات ہے کہ میں یہاں آیا تھا اور حج کر کے گیا تو ڈیڑھ، پونے دو ماہ مدینہ منورہ میں رہا۔ جب حج کے لئے گیا تو حج سے فارغ ہونے کے بعد واپسی میں دو تین دن باقی تھے۔ دوست بیٹھے۔ آپس میں مشورہ کر رہے تھے کہ اگر ایک آدھ دن کے لئے ہم مدینہ ہو آئیں تو کتنی اچھی بات ہوگی۔ ایک صاحب پاس بیٹھا تھا جس کی ملتان میں آڑھت کی دکان تھی۔ کہنے لگا مولوی صاحب کیا بات ہے۔ ادھر تو کہتے ہو ثواب زیادہ ہے تو پھر مدینہ

کیوں بھاگ کر جاتے ہو؟۔ میں نے کہا بھائی! یہ حساب جانیں تیرے جیسے تاجر کہ لاکھ کہاں ہے اور ہزار کہاں ہے؟۔ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ یہ تو ہر جگہ ملتا ہے۔ وہ وہیں ملتا ہے۔ہم تو اس کی ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ یہ گھر والا ہر جگہ موجود ہے، ہر جگہ ملتا ہے اور وہ وہیں ملتا ہے۔ باقی حساب کتاب تم جانو کہ کہاں زیادہ ملتا ہے۔ ہم ان حسابوں کو نہیں جانتے۔ ہم تو ملاقات کے لئے جاتے ہیں۔

سماع انبیاء کے بارے میں اکابر دیوبند کا عقیدہ

اور ہمارے اکابر کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور a کے سامنے جس وقت ہم جاتے ہیں تو حضور a ہمارے سلام کو سنتے ہیں۔ اس تصور کے ساتھ ہم جب آپ روضہ اقدس پر جائیں گے تو دیکھیں گے کہ کتنی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ جب انسان یہ سمجھے کہ میں سلام پڑھ رہا ہوں۔ حضور اکرم a سن رہے ہیں اور میرے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ اب یہ سعادت کسی اور جگہ نہیں لی جاسکتی۔ وہاں سے فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اب ڈاک کے ذریعہ سے خط پہنچا دیا جائے اور سامنے بیٹھ کر بات کی جائے۔ کیا دونوں باتوں میں فرق نہیں؟۔ کیا ٹیلی فون پر بات کرنے سے یا خط بھیجنے سے وہ تسلی ہوتی ہے جو سامنے بیٹھ کر بات کرنے سے ہوتی ہے۔ یہ سعادت اور کہاں تلاش کریں گے؟۔ اور جو اس بات کا قائل نہیں محروم القسمت اس کو مدینہ آنے کی کیا ضرورت ہے؟۔ وہ تو پاکستان میں بیٹھ کر درود شریف پڑھے گا۔ تو فرشتوں کے ذریعہ سے یہاں آجائے گا۔ اس کو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ لاکھ کا ثواب چھوڑ کر ہزار والی جگہ پر کیوں آتا ہے۔ اپنے آپ کو خسارہ میں کیوں ڈالتا ہے؟۔

مدینہ کی محبت کا اصل راز

دراصل یہ حضور a کی دعا کا نتیجہ ہے۔ آپ جہاں بھی دیکھیں گے۔ مسلمان جتنا مدینہ سے محبت کرتا ہے۔ مدینہ سے پیار کرتا ہے۔ مدینہ کی نظمیں پڑھتا ہے۔ مدینہ کی نعتیں پڑھتا ہے۔ مدینہ کو یاد کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اتنا تذکرہ آپ مجلسوں میں مکہ کا نہیں سنیں گے۔ یہ اسی دلبر کے شہر کی بات ہے کہ حضور a کی دعا کے نتیجہ میں مومن کے دل میں محبت اس طرح آجاتی ہے۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ حضور a کے ساتھ ہمارا عاشقانہ تعلق ہے کہ ہمیں شہر وہی اچھا لگتا ہے جس میں رسول اللہ a موجود ہیں۔

حضور a کی وجہ سے صحابہ کرامؓ سے محبت

اور پھر اسی محبت کے آثار میں سے ہے صحابہ کرامؓ کی محبت: ''اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا من بعدی '' رسول اللہ a نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا۔ میرے بعد ان کے اوپر زبان نہ کھولنا۔ تنقید نہ کرنا۔ ان کو نشانہ نہ بنالینا'' فمن احبھم ''جو ان سے محبت کرے گا'' فبحبی احبھم '' ان سے محبت کرنا میرے ساتھ محبت کی وجہ سے ہوگا'' ومن ابغضھم ''اور جو ان سے نفرت کرے گا'' فببغضی ابغضھم '' وہ میرے ساتھ نفرت کی وجہ سے ان سے نفرت کرے گا۔ میرے ساتھ محبت ہو تو میرے صحابہ کرامؓ سے لازمی ہوگی اور اگر میرے صحابہؓ کے ساتھ بغض ہے۔ تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ بغض میرے ساتھ ہے'' ومن اذاھم فقداذانی ''جس نے ان کو تکلیف پہنچائی۔ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی'' ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ''

اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی" ومن اذی اللہ فیوشك ان یاخذہ " (ترمذی۲،۲۲۵، مشکوٰۃ۲،۵۵۴) اور جو اللہ کو تکلیف پہنچائے۔ قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑے گا اور چھوڑے گا نہیں۔ بالترتیب یہ ساری باتیں بیان فرمائیں تو رسول اللہ a کے ساتھ محبت کا نتیجہ ہے صحابہ کرامؓ کی محبت۔ یہ بھی علامات میں سے ہے۔ اس سے میں آپ کو وہ بات سمجھانا چاہتا ہوں" لایحب عبدا الا اللہ "اگر کسی بندے سے محبت بھی ہو تو اللہ کے لئے ہو کہ اس کا اللہ کے ساتھ تعلق ہے تو ہمارا بھی اس کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ محبت کی علامات سے ہے۔

حضرت انسؓ چونکہ حضور a کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور یہ چھوٹی عمر میں ہی حضور a کے پاس آ گئے تھے۔ حضور a جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہؓ انسؓ کو لے آئے اور آپ کی خدمت کے لئے پیش کر دیا (بخاری۲،۱۰۲۱) اور یہ ان کے سوتیلے بیٹے ہیں۔ بچپن انہوں نے حضور a کے گھر گزارا اور حضور a انہیں بیٹا کہہ کر بلایا کرتے تھے" یابنی "چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں اس بات پر ایک عنوان رکھا ہے جس کو ہم "ترجمہ الباب" کہتے ہیں کہ پرائے بچہ کو بیٹا کہنا۔ اس کا ثبوت دینے کے لئے کہا کہ حضور a حضرت انسؓ کو بیٹا کہا کرتے تھے تو پرائے بچہ کو بیٹا کہہ کر بلانا۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے۔

تو حضور a کے خصائل اور شمائل کے متعلق سب سے زیادہ روایتیں حضرت انسؓ سے ہی ہیں۔ کیونکہ یہ خادم تھے اور خادم کا ہر وقت واسطہ پڑتا ہے۔ ایک دفعہ آپ a نے فرمایا" یابنی ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبك غش لا حد فافعل "بیٹا! اگر تجھ سے ہو سکے تو صبح وشام ایسے حال میں کر کہ تیرے دل کے اندر کسی کے متعلق کینہ، بغض نہ ہو، کھوٹ نہ ہو، اپنا دل صاف رکھا کر۔ اگر ایسا تو کر سکتا ہے تو کر" ثم قال یابنی وذالك من سنتی "بیٹے! میرا طریقہ یہی ہے کہ میں کسی کے متعلق دل میں کھوٹ نہیں رکھتا" ومن احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة "جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (ترمذی۲،۹۶، مشکوٰۃ۱،۳۰) تو سنت کے ساتھ محبت کرنا گویا کہ سرور کائنات a نے اس کو بھی اپنے ساتھ محبت کی علامت قرار دیا ہے۔

اب مسلمان کے اندر اتنی غیرت ہونی چاہئے کہ وہ اس تہذیب کے مقابلہ میں اپنی تہذیب کو عقیدۃً بھی سب سے اشرف سمجھے اور عملاً بھی اپنی تہذیب کو غیروں کی تہذیب کے مقابلہ میں ایسی ترجیح دے کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ واقعی یہ مسلمان اپنے نبی کے ساتھ اتنی محبت رکھتے ہیں کہ ساری دنیا مذاق اڑائے۔ ساری دنیا استہزاء کرے۔ ساری دنیا شور مچائے۔ لیکن یہ اپنے نبی کے طریقے کو سب طریقوں کے مقابلہ میں افضل سمجھتے ہیں۔ یہ ہے سنت کے ساتھ محبت کرنے کا طریقہ۔ اگر ہم سر سے لے کر پاؤں تک عیسائی تہذیب اپنا لیں اور ہمارا رہنا، سہنا، اٹھنا، بیٹھنا سارا اسی کے مطابق ہو تو آپ جانتے ہیں کہ یہ پھر سنت کے ساتھ محبت والی بات تو نہ ہوئی۔ حضور a نے فرمایا" من احیا سنتی فقد احبنی "جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔ اس کی میرے ساتھ محبت ہے اور محبت رفاقت کا ذریعہ بنتی ہے۔ (جاری ہے)

سفر معراج النبی ﷺ!

مولانا محمد صدیق ارکانی!

عرش بریں سے فرش زمیں تک، فرش زمیں سے عرش بریں تک
صل علیٰ کا شور ہے برپا صلی اللہ علیہ وسلم

علماء کی اصطلاح میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو ''اسرأ'' اور وہاں سے اوپر ''سدرۃ المنتہیٰ'' تک کی سیاحت کو ''معراج'' کہتے ہیں اور بسا اوقات دونوں سفروں کے مجموعے کو ایک ہی لفظ ''اسرأ'' یا ''معراج'' سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔

علماء ومؤرخین کے مطابق معراج شریف کا یہ محیر العقول واقعہ ۲۷ رجب المرجب ۵ رسال نبوی میں پیش آیا۔ معراج کی احادیث تقریباً ۳۰ صحابہ سے منقول ہیں۔ جن میں معراج واسرأ کے واقعات بسط وتفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ جمہور سلف وخلف کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی حالت بیداری میں بجسدہ الشریف معراج ہوئی۔
(تفسیر حقانی سورہ بنی اسرائیل)

حضرت ابوالخطاب عمر بن دحیہؒ اپنی کتاب ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' میں حضرت انسؓ کی روایت سے معراج کی حدیث وارد کر کے اس کے متعلق نہایت عمدہ کلام کر کے پھر فرماتے ہیں کہ معراج کی حدیث متواتر ہے۔

لفظ اسرار اور معراج کی تحقیق

سب سے پہلے لفظ ''اسرأ'' اور لفظ ''معراج'' کی لغوی واصطلاحی تحقیق وتعریف پیش کرتے ہیں۔ اسرا ناقص یائی ثلاثی مجرد میں ضرب یضرب اور ثلاثی مزید فیہ میں باب افعال سے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی رات کو لے جانا اور گزر جانا۔ آیت ہے: ''سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ'' کا ترجمہ یہ ہے: ''پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔''
(لسان العرب ج۱۴ ص۳۸۲)

المعراج میں عرج مادہ ہے۔ یعنی چڑھنا۔ معراج اس راستہ کو کہا جاتا ہے جس پر فرشتے چڑھتے ہیں یا اس راستہ کو کہا جاتا ہے جو سیڑھی کی مانند ہے اور اس پر روحیں (بعد الممات) چڑھتی ہیں۔ اس کی جمع معارج آتی ہے۔ لیلۃ المعراج کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ اس پر چڑھ کر ملاء اعلیٰ کی طرف گئے تھے۔
(لسان العرب ج۲ ص۳۲۰، شرح الطیبی ج۱۱ ص۸۱)

شرف مصطفیٰ میں ہے کہ یہ ایک زینہ ہے جو جنت الفردوس سے لایا گیا ہے اور اس کے داہنے بائیں ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوئے تھے۔ کعب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے لئے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک زینہ سونے کا۔

’’المعراج بکسر المیم شبه سلم اودرجة تعرج علیه الارواح اذا قبضت کانه آلة للصعود ولیلة المعراج سمیت لصعود النبی فیها‘‘

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں ہمارے سامنے معراج لائی گئی جس سے بنی آدم کی روحیں چڑھتی ہیں۔ دنیا نے ایسی چیز نہیں دیکھی۔ تم نہیں دیکھتے کہ مرنے والے کی آنکھیں آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہیں۔ میں اور جبرائیل علیہ السلام اسی سیڑھی کو دیکھتے ہوئے تعجب کے ساتھ اوپر چڑھ گئے۔

معراج شریف کس سال ہوئی

معراج شریف کا واقعہ کس سن میں پیش آیا۔ اس میں کافی اختلاف ہے۔ چند روایتیں اور اقوال پیش خدمت ہیں:

☆ ...... ہجرت سے ایک سال قبل کما قالہ الحربی۔ (عینی ج۱۱ص۸۰، الطبقات الکبریٰ ج۱ص۱۰۲، عمدۃ القاری)

☆ ...... ہجرت سے چھ ماہ قبل۔ (فتح الباری باب المعراج)

☆ ...... ہجرت سے آٹھ ماہ قبل۔ (حوالہ بالا)

☆ ...... ہجرت سے گیارہ ماہ قبل۔ (حوالہ بالا)

☆ ...... ہجرت سے چودہ ماہ قبل۔ (عمدۃ القاری)

☆ ...... ہجرت سے پندرہ ماہ قبل۔ (حوالہ بالا وتفسیر طبری)

☆ ...... ہجرت سے سترہ ماہ قبل۔ (حوالہ بالا)

☆ ...... ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل۔ (الطبقات الکبریٰ ج۱ص۱۰۲)

☆ ...... ہجرت سے تین سال قبل۔ (عمدۃ القاری)

☆ ...... ہجرت سے آٹھ سال قبل۔ (حوالہ بالا)

☆ ...... بعثت کے پانچ سال بعد۔ (عینی ج۱۱ص۸۰)

فرش سے عرش تک کے سفر کا اجمالی جائزہ

مالک بن صعصعہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا۔ میرا دل نکالا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنے والا (جبرائیل علیہ السلام) میرے پاس آیا۔ تیسری روایت میں ہے کہ آنے والے جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، ایک اور فرشتے تھے۔ ممکن ہے کہ مختلف راتوں میں متعدد بار آئے ہوں۔ اس نے اپنے ساتھی (میکائیل علیہ السلام) سے کہا کہ ان تین میں سے درمیاں والے نبی ﷺ ہیں۔ یہ اس لئے کہا گیا کہ اس زمانے میں قریش خانہ کعبہ کے اردگرد سوتے تھے۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور سینہ سے زیر ناف تک میرا جسم شق کیا۔ پھر دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت لگادی۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے

بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا اور اسی کنڈے میں براق کو باندھ دیا جہاں انبیاء علیہ السلام باندھا کرتے تھے۔ پھر میں نے مسجد جا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ بیت المقدس کی مسجد کے پاس اس دروازے پر پہنچے جسے باب محمد ﷺ کہا جاتا ہے۔ وہیں ایک پتھر تھا۔ جسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی لگائی تو اس میں سوراخ ہو گیا۔ وہیں آپ ﷺ نے براق باندھا اور مسجد پر چڑھ گئے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۵۷)

حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچ گئے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرائیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (ﷺ) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم (علیہ السلام) کو پایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان پر سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے؟۔ فرمایا جبرائیل (علیہ السلام) پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟۔ فرمایا محمد (ﷺ) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں یحیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) موجود تھے۔ اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ یحیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں۔ ان دونوں کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کیا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازے کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے؟۔ فرمایا جبرائیل (علیہ السلام)۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟۔ فرمایا محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ یوسف (علیہ السلام) کو پایا۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پھر جبرائیل (علیہ السلام) اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازے کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے؟۔ فرمایا جبرائیل (علیہ السلام)۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟۔ فرمایا محمد (ﷺ)۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازے کو کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا ادریس (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پھر جبرائیل (علیہ السلام) مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے؟۔ فرمایا جبرائیل (علیہ السلام)۔ کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟۔ فرمایا محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا ہارون (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہارون (علیہ السلام) کی آدھی داڑھی سفید تھی اور آدھی سیاہ اور بہت لمبی داڑھی تھی۔ قریب قریب ناف تک۔

پھر جبرائیل (علیہ السلام) مجھے لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے؟۔ فرمایا جبرائیل (علیہ السلام)۔ کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب وہاں پہنچا تو موسیٰ (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں ان ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں ان کے پاس سے گزرا وہ رو پڑے۔ ان سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رلایا؟۔ فرمانے لگے کہ اس لئے رویا کہ ایک نوجوان (یعنی حضور ﷺ) میرے بعد بھیجا گیا۔ اس کی امت میری امت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ نوجوان اس لئے کہا کہ حضور ﷺ کی عمر ۶۳ سال ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال۔ نیز حضور ﷺ سن شیخوخت تک پہنچنے سے قبل ہی قبعین زیادہ ہوں گے اور موسیٰ علیہ السلام کے کم۔

خدا کے طالب دیدار حضرت موسیٰ — تمہارا لیجئے خدا آپ طالب دیدار
کہاں بلندی طور اور کہاں تیری معراج — کہیں ہوئے ہیں زمیں آسماں بھی ہموار

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبرائیل (علیہ السلام)۔ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (ﷺ)۔ کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ابراہیم (علیہ السلام) کو پایا۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

دوسری روایت میں ہے کہ ساتویں آسمان سے میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر۔ دو دریا باطن میں۔ میں نے کہا اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ باطن والے جنت کے ہیں اور ظاہر والے نیل وفرات ہیں۔

پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہی فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ سے الگ ہوگئے اور حضور ﷺ تن تنہا رفرف نامی سواری سے بیت المعمور گئے۔ وہاں سے ایک وادی تک پہنچے جہاں قلم کی آواز سنائی دی پھر دیدار الٰہی کا شرف حاصل فرمایا: ”قیل ماراہ احد من الانبیاء فی صورتہ الحقیقۃ سوی محمد مرتین، مرۃ فی الارض ومرۃ فی السما (مدارک، جلالین ص ۴۳۷)“

(کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو صورت حقیقیہ سوائے رحمت دوعالم ﷺ کے دومرتبہ دیکھنے کے کسی نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ زمین پر دیدار کیا اور ایک مرتبہ آسمانوں پر۔)

وہیں پچاس اوقات کی نمازوں کا حکم ملا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وادی میں پہنچنے کے بعد مجھے نور میں پیوست کیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھ کو طے کرائے گئے کہ ان میں سے ایک حجاب دوسرے حجاب سے مشابہ نہ تھا اور مجھ سے تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ منقطع ہوگئی۔ اس وقت مجھے وحشت ہوئی تو اس وقت مجھ کو ایک پکارنے ابوبکر کے لہجہ میں پکارا ٹھہر جائیے کہ آپ کا رب صلوٰۃ (رحمت بھیجنے) میں مصروف ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق قطع حجابات کے بعد رفرف نامی سواری پیش کی گئی۔

پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں (دربار الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا۔ انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟۔ میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ خدا کی قسم ہے! میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں لوٹ جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ کر آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟۔ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے۔ اب مجھ کو شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہوجاتا ہوں اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا جب میں آگے گزرا تو ایک منادی نے آواز دی کہ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کردی۔ (بخاری شریف ومسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہی میں ام الکتاب میں لکھ چکا ہوں۔ یہ پانچ پڑھنے کے اعتبار سے اور پچاس ہیں ثواب کے اعتبار سے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۱۵۴)

بیت المقدس جاتے ہوئے تین جگہوں میں نماز

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضورﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس کی طرف چلے تو ایک جگہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضورﷺ سے فرمایا۔ یہیں اتر کر نماز ادا کیجئے۔ نماز سے فراغت کے بعد فرمایا۔ یہ یثرب (مدینہ طیبہ) ہے۔ یہی ہجرت گاہ ہے۔ پھر ایک اور جگہ نماز پڑھوائی اور فرمایا یہ طور سینا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ پھر اور ایک جگہ نماز پڑھوا کر فرمایا یہ بیت اللحم ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر بیت المقدس پہنچے۔ بعض روایت میں مدین میں نماز پڑھوانے کا ذکر بھی ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے حضورﷺ نے لیلۃ المعراج میں ایسی مخلوق دیکھی جو اسلحوں سے مزین تھی۔ ہر فرد بہت لمبا تھا اور قطار کی ابتداء وانتہا نظر نہیں آ رہی تھی۔ جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کرنے پر جواب ملا کہ آپ کو یہ آیت معلوم نہیں: ''وما یعلم جنود ربك الا هو'' میں روز آسمان کی طرف چڑھتے اور اترتے ہوئے ان کو اس طرح گزرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔

حضورﷺ نے بیت المقدس سے آسمان کی طرف جاتے ہوئے اسماعیل نامی فرشتے سے ملاقات کی جو آسمان دنیا کا سردار ہے جس کے ہاتھ تلے ستر ہزار فرشتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک فرشتے کے ساتھ اس کے لشکری فرشتوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ بیہقی کی حدیث میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آپ آسمانوں کے دروازوں میں ایک دروازہ پر پہنچے اس کا نام باب الحفظہ ہے۔ اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ اس کا نام اسماعیل ہے۔ اس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔

دوران سفر مختلف النوع افراد کا آواز دینا

ابن جریر کی روایت ہے۔ بزاز کی ایک روایت یہی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام جب آپﷺ کو سوار کرا کر (بیت المقدس کی طرف) چلے تو آپﷺ نے راستے کے ایک کنارے پر ایک بڑھیا کو دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟۔ جواب ملا کہ چلے چلئے۔ پھر آپﷺ نے چلتے چلتے دیکھا کہ کوئی راستے سے یکسو ہے اور آپﷺ کو بلا رہا ہے۔ پھر آگے بڑھے تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ کہہ رہی ہے: السلام علیك یا اول، السلام علیك یا حاشر ! جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جواب دیجئے۔ آپﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ اس طرح تین دفعہ ہوا۔ پھر حضورﷺ بیت المقدس پہنچے اور انبیاء کی امامت کی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ راستے کے کنارے جس بڑھیا کو آپﷺ نے دیکھا تھا وہ گویا یہ دکھایا گیا تھا کہ دنیا کی عمر اب اتنی ہی باقی ہے۔ جیسے اس بڑھیا کی عمر۔ اور جس کی آواز پر آپ توجہ کرنے والے تھے۔ وہ دشمن الٰہی ابلیس تھا۔ اور جن کے سلام کی آوازیں آپ

نے سنیں۔ وہ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۱۵۷)

دلائل النبوۃ میں حافظ ابوبکر بیہقیؒ کی لمبی روایت ہے۔ اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا میں براق پر سوار ہو کر چلا ہی تھا کہ میری دائیں جانب سے کسی نے آواز دی کہ محمد میری طرف دیکھ۔ میں تجھ سے کچھ پوچھوں گا۔ لیکن نہ میں نے جواب دیا نہ ٹھہرا۔ پھر ذرا اور آگے بڑھا تو بائیں طرف سے بھی آواز آئی۔ لیکن میں وہاں بھی نہ ٹھہرا۔ نہ دیکھا۔ نہ جواب دیا۔ پھر کچھ آگے گیا کہ ایک عورت دنیا بھر کی زینت کئے ہوئے باہیں کھولے کھڑی ہوئی ہے۔ اس نے مجھے اسی طرح آواز دی کہ میں کچھ دریافت کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن میں نے نہ اس کی طرف التفات کیا۔ نہ ٹھہرا۔ پھر آپ ﷺ کا بیت المقدس پہنچنا، دودھ کا برتن لینا، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فرمان سے خوش ہو کر دو دفعہ تکبیر کہنا ہے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا آپ ﷺ کے چہرے پر فکر کیسے ہے؟۔ میں نے وہ دونوں واقعے راستے کے بیان کئے۔ تو آپ نے فرمایا پہلا تو یہودی تھا۔ اگر آپ ﷺ اسے جواب دیتے یا وہاں ٹھہرتے تو آپ ﷺ کی امت یہود ہو جاتی۔ دوسرا نصرانیوں کا دعوت دینے والا تھا۔ وہاں اگر آپ ﷺ ٹھہرتے اور اس سے باتیں کرتے تو آپ ﷺ کی امت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت جو تھی وہ دنیا تھی۔ اگر آپ ﷺ اسے جواب دیتے یا وہاں ٹھہرتے تو آپ ﷺ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دے کر گمراہ ہو جاتی۔

(تفسیر ابن کثیر ص۱۶۰)

بیت المقدس میں انبیاء میں امامت اور قیل وقال

اس سفر سے پہلے حضرت محمد ﷺ بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک گئے۔ وہاں جو معاملہ پیش آیا۔ مسلم شریف کی روایت کے مطابق رایت الانبیاء جمعوالی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ میرے لئے تمام انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ جن کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ جن میں سے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام یہاں جمع ہیں اور نماز کی تیاری کر رہے ہیں تو لازماً ان کا کوئی امام بھی ہوگا۔ فرمایا کہ ابھی میں یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا اور کہا کہ امامت آپ ﷺ کرائیں گے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء بھی ہیں اور امام الانبیاء بھی۔ یہ دراصل آپ ﷺ کے پیغام ودعوت کی عمومیت وآفاقیت۔ آپ ﷺ کی امامت کی ابدیت اور ہر طبقہ انسانی کے لئے آپ ﷺ کی تعلیمات کی ہمہ گیری وصلاحیت کا اعلان تھا۔ بعض روایت میں اذان اور تکبیر کا بھی ذکر ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کے بعد انبیاء علیہم السلام سے پوچھا کہ آپ کا مشن دنیا میں کیا رہا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''بعثنا بالتوحید'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں توحید کا مسئلہ سمجھانے کے لئے بھیجا۔ تاکہ سب لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی ذات، صفات، اعانت، نذر ونیاز نفع وضرر، علم مطلق اور قدرت تامہ میں کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ......ایک مجاہد صحابی!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

سیدنا امیر معاویہؓ کے دل میں اگرچہ اسلام کی روشنی فتح مکہ سے بہت پہلے پہنچ چکی تھی۔ لیکن اپنے والدین کی ناراضگی سے ڈرتے ہوئے انہوں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں: ’’ایک دن میں نے حوصلہ سے کام لیتے ہوئے اپنی والدہ کو بتلایا کہ میں دین اسلام سے مطمئن ہوں اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی خواہش رکھتا ہوں۔‘‘ تو وہ بھڑک اٹھی اور دھمکی دیتے ہوئے بولی: ’’اگر تم باہر نکلے تو تمہارا کھانا پینا بند کر دیا جائے گا۔‘‘ (الاصابه فی اتمییز رالصحابه ص ١٤ ج ٣)

مزید فرماتے ہیں: ’’عمرہ قضاء میں رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو میں آپ ﷺ کو سچا مان دے رہا تھا۔ جب فتح مکہ کے سال آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے مبارکباد دی۔‘‘ (البدایہ والنہایہ ص۱۱۸ ج۸) نیز فتح مکہ کے موقع پر آپ کے والدین بھی حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور آپ کے والد محترم جناب ابوسفیانؓ نے سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ’’یا نبی اللہ ﷺ میں تین چیزیں آپ کی خدمت میں دینا چاہتا ہوں۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں!

۱...... ابوسفیانؓ نے کہا میرے پاس عرب کی سب سے جمیل عورت عزہ بنت ابوسفیان ہے۔ میں اسے آپ ﷺ کے عقد میں دینا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لئے حلال نہیں۔ (کیونکہ حضرت ام حبیبہؓ آپ کے نکاح میں پہلے سے موجود تھیں۔ لہٰذا ان کی بہن سے نکاح درست نہیں)

۲...... ابوسفیانؓ نے کہا کہ معاویہ کو اپنا کاتب بنالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔

۳...... ابوسفیانؓ نے کہا مجھے سالار لشکر بنادیں۔ میں جس طرح مسلمانوں سے لڑتا تھا اسی طرح کافروں سے لڑوں گا۔

چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ کی پیش کش کو قبول فرمالیا گیا اور حضرت معاویہؓ کاتب وحی بنادیئے گئے اور حضرت معاویہ اپنی ہمشیر حضرت ام حبیبہؓ کے گھر قیام پذیر ہوگئے اور شب و روز انوارات نبوت سے مستفید و مستفیض ہونے لگے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’اللّٰھم علمہ الکتاب والحساب وقه العذاب‘‘ ﴿اے اللہ معاویہ کو حساب اور کتاب کا علم دے اور انہیں عذاب سے بچا۔﴾

حضرت امیر معاویہؓ ایک دن رسول اقدس ﷺ کو وضو کرا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے حضرت معاویہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ’’اگر تمہیں حکومت کا کوئی کام سونپا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔‘‘

(رواہ احمد وابن کثیر)

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی عمیرہؓ کی موجودگی میں حضرت امیر معاویہؓ کو فرمایا: ’’اللّٰھم

اجعلہ ھادیاً و مھدیاً واھدبہ (رواہ الترمذی)'' ﴿اے اللہ! تو اسے ہدایت پانے اور ہدایت دینے والا بنا اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔﴾

سیدنا امیر معاویہؓ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں رحمت عالم ﷺ کی خدمت اور کتابت وحی کے لئے صرف کردیں۔ تاآنکہ آفتاب رسالت مآب ﷺ اپنی ضوفشانی مکمل کر کے اس دنیا سے غروب ہوگیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمام خلافت سنبھالی تو آپؓ کے بڑے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان، والد محترم بڑھاپے کے باوجود دعوت و جہاد میں معروف عمل تھے۔ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ فاتح شام ہوکر دمشق کے گورنر بنادیئے۔ حضرت امیر معاویہؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور مبارک میں جہاد میں مسلسل مصروف نظر آتے ہیں۔ حضرت یزید بن سفیانؓ کی وفات کے بعد آپ دمشق (شام) کے عامل (گورنر) بنادیئے گئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے آپ کو دمشق کا عامل مقرر فرما کر گویا اس پر مہر تصدیق ثبت کی کہ آپ اس اہم منصب کے لئے لائق و معتمد ہیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے زمام خلافت سنبھالی تو انہیں شام کے گورنر کی حیثیت سے برقرار رکھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے پہلے چھ سال امن و امان کے ساتھ گزرے۔ اس دوران ایک یہودی النسل عبداللہ بن سبا نے بظاہر اسلام قبول کیا۔ لیکن اندرون خانہ اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ اس نے حضرت عثمان غنیؓ کے مقرر کردہ گورنروں پر انگشت نمائی شروع کردی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جتھہ مضبوط ہونے لگا۔ تاآنکہ وہ نے اپنے جتھہ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا اور امیرالمومنین سیدنا عثمان غنی اور آپ کے عمال پر اعتراضات کی بوچھاڑ کردی۔ اور آپ کے استعفیٰ کا مطالبہ کیا۔ آپ نے ان کا مطالبہ ٹھکراتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

''اے عثمان! اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیض پہنائے گا اور جب منافقین تم سے اس قمیض کو اتروانا چاہیں تو ہرگز نہ اتارنا۔ یہاں تک کہ تمہاری ملاقات مجھ سے ہوجائے۔ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا تھا۔'' (رواہ الترمذی)

گویا حضرت عثمانؓ ﷺ نے انہیں بتلایا کہ اس قمیض سے مراد خلافت ہے۔ باغیوں نے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کرلیا۔ جو چالیس دن تک جاری رہا۔ جبکہ باغیوں کا قیام مدینہ طیبہ میں ستر دن رہا۔ باغیوں نے حضرت امیر المومنین کا پانی بند کردیا اور چالیس دن تک بند رکھا۔ ان شورش پسندوں نہ عزیز داری نہ عہد، اور نہ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت عائشہؓ کے مرتبہ کا خیال کیا۔ چنانچہ باغیوں نے قصر خلافت کا رخ کیا۔ باغی دروازہ کی طرف لپکے تو حضرت امام حسینؓ، حسنؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، محمد بن طلحہؓ، مروان بن الحکمؒ، سعید بن عاصؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کے صاحبزادے جو دروازے پر تھے۔ انہوں نے باغیوں کو روکے رکھا۔ حضرت امیر المومنینؓ نے انہیں اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کا فرمایا۔ لیکن یہ حضرات برابر پہرہ پر رہے۔ آپ نے محاصرہ کے دنوں میں تلاوت و نوافل میں مصروفیت رکھی۔ شہادت کے دن رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ حضور نے فرمایا: ''کل تم ہمارے پاس ہوگے۔ یعنی تمہیں قتل کردیا جائے گا۔'' حضرت عثمانؓ روزہ سے تھے کہ غروب آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے آپ کو شہید کردیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت عثمان غنیؓ کی دردناک شہادت سے مسلمانوں میں افتراق وانتشار پیدا ہوگیا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ قصاص کا مطالبہ لیکر اٹھیں اور جنگ جمل ہوئی۔ جانبین سے صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ صفین کے مقام پر حضرت علی اور معاویہؓ کے درمیان جنگ صفین ہوئی۔ جس میں ہزاروں صحابہ کرام کام آئے اور خلافت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ حضرت علیؓ حجاز مقدس اور عراق کے امیر اور حضرت معاویہؓ شام کے امیر بنے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسن مجتبیٰؓ ان کے جانشین بنے۔ حضرت معاویہؓ نے حالات کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے صلح کی پیش کش کی۔ جسے حضرت حسنؓ نے قبول فرمالیا تو حضرت معاویہؓ امیر المومنین بن گئے۔ حضرت امیر معاویہؓ جب بلاشرکت غیرے امیر المومنین بن گئے تو فتوحات کا رکا ہوا سلسلہ دوبارہ شروع ہوگیا اور لاکھوں مربع میل پر اسلام کا علم لہرانے لگا۔ امیر معاویہؓ کا دور خلافت خلفاء اربعہ کی طرح تو اگرچہ نہ تھا۔ لیکن بعد میں آنے والے تمام ادوار سے بہتر تھا۔ ہر طرف امن وسکون تھا۔ حدود وتعزیرات اسلامی نافذ تھے۔ فتوحات ہورہی تھیں کہ حضرت معاویہؓ کا وقت موعود آن پہنچا۔ آپ نے وصیت کی کہ میری وفات کے بعد مجھے رحمت عالم ﷺ کے عطاء فرمودہ کرتہ میں کفن دینا اور میری آنکھوں پر رسول ﷺ کے ترشوائے ہوئے ناخن رکھ دینا اور مجھے سپرد لحد کر دینا۔ آپ کی وفات ۲۲ رجب المرجب کو ہوئی۔ یہ مضمون ”حضرت امیر معاویہؓ ایک مجاہد صحابی“ نامی کتاب سے لیا گیا ہے۔

جہلم میں مزید سات افراد نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا

گزشتہ دنوں جہلم کے نواحی گاؤں محمود آباد سے تعلق رکھنے والے ایک ہی خاندان کے مزید سات افراد نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا۔ جبکہ چند ماہ قبل بھی اسی گاؤں کے گیارہ افراد بھی قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا تھا اور اس عظیم مقصد کے لئے جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں مقامی علمائے کرام طلباء اور شہریوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ جامعہ ہذا کے رئیس دار الافتاء مولانا مفتی محمد شریف عابد نے عوام کے اس جم غفیر میں ان نومسلموں کو کلمہ پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کیا جس پر تقریب کے شرکاء نے فلک شگاف نعروں کی گونج میں اپنے ان نومسلم بھائیوں کا دین اسلام میں شمولیت پر خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر مہتمم جامعہ مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق نے اپنے خطاب میں اسلام قبول کرنے والے نومسلم بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے انہیں ہر طرح سے اپنی حمایت کا یقین دلایا اور عوام نے بھی جذباتی نعروں کے ساتھ ان کے موقف کی تائید کی۔ مولانا نے اس موقع پر محمود آباد کی مقامی مسجد کے پیش امام مولانا طارق محمود، علاقہ کی معروف سیاسی شخصیت چوہدری بابر اور جناب محمد حفیظ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جن کی کوشش اور محنت سے رب تعالیٰ نے ان نومسلموں کو حق کی راہ دکھائی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس عنوان پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے مجلس کے قائدین اور مبلغین کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی جو کہ اس تقریب میں خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنے مختصر خطاب میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور نومسلموں کو مبارکباد پیش کی۔ اس خاندان کی خواتین کو دوسرے دن علی الصبح مولانا حافظ حسین احمد مدنی اور مولانا طارق محمود نے ان کے گھر میں جا کر کلمہ پڑھایا۔

حدیث لولاک ......اور...... ماہنامہ لولاک!

قسط نمبر:۱

مولانا غلام رسول دین پوری!

بہت سارے مخلص احباب اور قارئین ماہنامہ لولاک و ہفت روزہ ختم نبوت وقتاً فوقتاً بندہ سے ایک سوال کرتے رہتے ہیں کہ آپ کے ’’ماہنامہ لولاک‘‘ کا نام ’’لولاک‘‘ کیوں ہے؟۔اور’’لولاک‘‘ کا معنی ومطلب کیا ہے؟۔اور کیا یہ نام صحیح بھی ہے؟۔جن احباب کی نظر سے ماہنامہ’’لولاک‘‘ کبھی نہیں گزرا۔واقعتہً ان کے لئے یہ اجنبی نام ہے جو پہلے کبھی نہ نظر سے گزرا۔نہ اس کے متعلق کسی سے سنا۔تو اس کے دل ودماغ میں یہ سوال ضرور ابھرے گا۔تو خیال کرتا رہا کہ اس کے متعلق کوئی چھوٹا سا مضمون شائع کیا جائے۔مگر اپنی ناقص العلمی اور کم فہمی آڑے آجاتی۔اس لیت ولعل میں وقت گزرتا رہا۔پھر حال ہی میں ایک دن فجر کی نماز کے بعد ایک ’’میسج‘‘ گردش کرتا ہوا بندہ کے موبائل پر بھی آن پہنچا۔جس کی عبارت یہ تھی:’’لولاک کی روایت موضوع (بناوٹی اور جھوٹی) ہے۔(موضوعات کبیر ملاعلی قاریؒ) حضور a کی طرف قصداً جھوٹ منسوب کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم،جہنم،جہنم ہے۔‘‘

اس میسج کے موصول ہونے پر دل میں مزید داعیہ اور تقاضا پیدا ہوا کہ:’’حدیث لولاک‘‘ کی تحقیق کرنی چاہئے۔تحقیق کیا؟۔حضرات اکابرین،مفسرین ومحدثین،فقہاواہل فتویٰ کی تحقیقات کو ایک نظر دیکھنا چاہئے۔ہم کیا؟ہماری تحقیق کیا؟۔نہ ہمارے اندر زہد وتقویٰ،نہ علمی مایہ۔ان کے تو ایک ایک لفظ اور جملہ سے تقویٰ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے،اور محبت نبوی a چھلکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

بس!اس نیت وغرض سے درج ذیل کی چند سطور تحریر کی جارہی ہیں،اور یوں سمجھیں کہ ایک طفل مکتب اکابرین حضرات کی کفش برداری کررہا ہے اوران کے دروازے کا دریوزہ گربن کر علمی پیاس’’انما شفاء العی السوال ‘‘کے تحت بجھا رہا ہے۔قارئین گرامی قدر سے امید ہے کہ بندہ کی اس طالب علمانہ سعی حقیر کو اپنی وسعت ظرفی میں سمو کر تسکین قلبی کا ذریعہ سمجھیں گے اور اپنی دعوات صالحہ ومستجابہ میں یاد فرماتے رہیں گے۔اب سب سے پہلے’’صاحب میسج‘‘ کی عبارت بالا کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ عبارت کہاں اور کس حد تک صحیح ہے؟۔تاکہ اصل حقیقت آشکار ہوجائے۔یہ دیکھیں!ملاعلی قاریؒ کی کتاب’’الموضوعات الکبریٰ‘‘ ہے۔جس کا حوالہ میسج میں دیا گیا ہے۔اس میں مکمل عبارت یوں ہے:

حدیث:’’لولاک لماخلقت الافلاک"، قال الصنعانی ":انہ موضوع، کذافی الخلاصۃ ، لکن معناہ صحیح ،فقد روی الدیلمی عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما مرفوعاً: اتانی جبریل علیہ السلام فقال : "یامحمد"!"لولاک ماخلقت الجنۃ" "ولولاک ماخلقت النار"،وفی روایۃ ابن عساکر : "لولاک ماخلقت الدنیا‘‘

(الموضوعات الکبریٰ ص۱۹۴ مطبوعہ قدیمی قطب خانہ،ومطبوعہ نور محمد کتب خانہ ص۱۰۱)

''حدیث لولاک ...... الخ۔(اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) کے بارے میں ''صنعانی'' نے کہا ہے کہ یہ موضوع ہے۔ خلاصہ (کتاب) میں اسی طرح ہے۔ لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ ''دیلمی'' نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ (آپ a نے فرمایا) میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) فرمایا:''اے محمد! a اگر آپ a نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور''اگر آپ a نہ ہوتے تو میں جہنم کو پیدا نہ کرتا'' اور ابن عساکر کی روایت میں ہے:''اگر آپ a نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔''

دیکھئے! ملاعلی قاری حنفیؒ کی کتاب ''الموضوعات الکبریٰ'' کی مکمل عبارت جو انہوں نے ''حدیث لولاک'' کے تحت لکھی ہے۔مع ترجمہ آپ کے سامنے ہے۔اس میں صرف ایک امام (جن کا نام بھی ذکر نہیں کیا) صنعانی کے حوالے سے بتایا کہ وہ اس حدیث کو''موضوع'' کہتے ہیں اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ اس کا''معنی صحیح ہے''اور دیلمی کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے اس حدیث کو حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس حدیث کو حضور a کی طرف نسبت کر کے نقل فرمایا اور اس کے علاوہ ''ابن عساکرؒ'' کے حوالے سے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ:''اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔''

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ:''حدیث لولاک کو موضوع کہنا'' صرف امام صنعانی (جن کا نام بھی معلوم نہیں) کا قول ہے۔ جسے ملاعلی قاریؒ نے نقل کر دیا ہے۔صرف اس ایک قول کی بناء پر''حدیث لولاک'' کو سرے سے''موضوع'' قرار دینا اور اصل حقیقت سے منحرف ہو جانا۔یہ سراسر ظلم ہے اور حضور خاتم النبیین a سے اپنا رشتہ منقطع کرنا ہے۔اس لئے کہ دیگر محدثین کرام نے جو''حدیث لولاک'' کی مؤید روایتیں اپنی اپنی کتب حدیث میں نقل فرمائی ہیں۔ان کا کیا بنے گا؟۔ جبکہ انہیں ناقدین حدیث (حدیث کی پرکھ رکھنے والوں) نے''صحیح'' کہا ہے۔اس جیسی چند احادیث مثال کے طور پر نقل کی جاتی ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر۱...... امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب''الخصائص الکبریٰ'' میں بحوالہ''مستدرک حاکم''،''بیہقی''،''طبرانی'' وغیرہ حضرت عمر بن خطابؓ کی یہ روایت نقل کی ہے:

''عن عمر بن الخطابؓ: قال رسول اللہ ﷺ: لما اقترف ادم الخطيئة قال: يارب! بحق محمد لما غفرت لي، قال: وكيف عرفت محمداً؟ قال: لانك لما خلقتني بيدك، ونفخت في من روحك، رفعت رأسي، فرأيت علىٰ قوائم العرش مكتوباً، "لااله الله محمد رسول الله" فعلمت انك لم تغف الىٰ اسمك الا احب الخلق اليك، قال: صدقت يا أدم! ولو لا محمد ما خلقتك'' (الخصائص الکبریٰ ص۱۲ ج۱ مطبوعہ بیروت)''حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ a نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا (غلطی) کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ: اے پروردگار! میں آپ سے بواسطہ حضرت محمد a درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! آپ نے حضرت محمد a کو کیسے پہچانا؟۔ عرض کیا: اے

رب! (میں نے یوں پہچانا کہ) جب آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا، اور اپنی طرف سے مجھ میں روح پھونکی۔ میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''! تو میں نے معلوم کرلیا کہ آپ نے اپنے نام مبارک کے ساتھ جس ہستی کا نام مبارک ملایا ہوا ہے۔ وہ تمام مخلوق سے زیادہ پیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! آپ نے سچ کہا! (واقعی وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں) اور جب تم نے ان کا واسطہ دے کر مجھ سے معافی کی درخواست کی تو میں نے تمہاری مغفرت کردی۔ اور اگر (حضرت) محمد a نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔''

دیکھئے! امام جلال الدین سیوطیؒ جیسے محقق، مفسر، محدث نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس کے آخری الفاظ ''لولا محمد ما خلقتك ''(اگر (حضرت محمد a نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا)'' حدیث لولاک'' کی واضح طور پر تائید کررہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ''حدیث لولاک'' بالکل صحیح ہے۔

اسی روایت کو ''مستدرک حاکم'' نے (ص۶۷۲ ج۲) پر بھی نقل کیا ہے اور ''طبرانی'' نے ''اوسط'' میں (ص۳۱۳ ج۶ پر) نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ ''امام بیہقیؒ'' نے ''دلائل النبوۃ'' (ص۴۸۹،۴۸۸ ج۵) میں نقل کیا ہے۔ اور ''حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی کتاب ''نشرالطیب فی ذکر النبی الحبیب'' میں اسی روایت کو مکمل نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''روایت کیا اس کو ''حاکم'' نے اور اس کی تصحیح کی، اور ''طبرانی'' نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء (علیہم السلام) سے آخری نبی ہیں''۔ (نشرالطیب فی ذکر النبی الحبیب ص۱۰،۱۱، دوسری فصل)

نیز ''حضرت تھانوی صاحبؒ نے ایک اور روایت بھی نقل فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو: ''حاکم'' نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (حضرت) محمد a کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ: ''اگر (حضرت) محمد a نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔'' (نشرالطیب فی ذکر النبی الحبیب ص۱۰ دوسری فصل) اسی طرح امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''الخصائص الکبریٰ'' میں دوسری روایت یہ نقل کی ہے:

حدیث نمبر۲...... ''عن ابن عباسؓ قال: اوحی اللّٰہ الیٰ عیسی: امن بمحمد ! ومن ادرکه من امتك ان یؤمنوا به ، فلولا محمد، ماخلقت ادم، ولاالجنة ،ولاالنار ''

(الخصائص الکبریٰ ص۱۴ ج۱، مطبوعہ بیروت)

''حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام طرف یہ وحی فرمائی کہ تم حضرت محمد a پر ایمان لاؤ۔ اور اپنی امت کے ہر اس شخص کو حکم دو کہ تم میں سے جو کوئی بھی حضرت محمد a (کے زمانہ مبارک) کو پائے تو ان پر ایمان لائے۔ (اے عیسیٰ علیہ السلام) اگر (حضرت) محمد a نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا۔ نہ جنت کو اور نہ جہنم کو۔''

دیکھیں! یہ روایت بھی کہ ''حدیث لولاک'' کی تائید کررہی ہے اور اس روایت کے شروع میں ''امام سیوطیؒ'' نے لکھا ہے: ''اخرج الحاکم وصححہ'' (کہ ''حاکم'' نے اس کو ذکر کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث نمبر۳...... ''روی فی حدیث طویل عن سلمان رضی اللّٰہ عنہ: ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعر فھم کرامتک ومنزلتک عندی، ولولاک ماخلقت الدنیا''

(المواہب اللدنیہ ص۸۳ ج۱)

''ایک طویل حدیث میں حضرت سلمانؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا کہ انہیں بتلا دوں کہ آپ a کی عظمت وفضیلت اور آپ a کا مرتبہ ومقام میرے ہاں کیا ہے؟ اور اگر آپ (a) نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔''

حدیث نمبر۴...... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اسی طرح کی چند روایات نقل فرمائی ہیں ان کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: ''عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ a پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟۔ آپ a نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا، اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی، نہ دوزخ، اور نہ فرشتہ تھا، اور نہ آسمان وزمین، اور نہ سورج تھا نہ چاند، اور نہ جن تھا نہ انسان۔''

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص۵)

حدیث نمبر۵...... ''حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی a نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں تھے۔ (یعنی ان کا پتلا ابھی تیار نہیں ہوا تھا) روایت کیا اس کو ''احمد'' اور ''بیہقی'' اور ''حاکم'' نے اور اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔''

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص۶)

حدیث نمبر۶...... ''حضرت علی بن الحسینؓ (یعنی امام زین العابدینؒ) سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ ان (امام زین العابدینؒ) کے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم a نے فرمایا: میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور نور میں تھا۔''

حدیث نمبر۶...... ''سہل بن صالح ہمدانی'' سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے ابوجعفر محمد بن علیؒ (یعنی امام محمد باقرؒ) سے پوچھا کہ رسول اللہ a کو سب انبیاء (علیہم السلام) سے تقدم کیسے ہوگیا۔ حالانکہ آپ a سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو (عالم میثاق) نکالا، اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے اول (جواب میں) بلیٰ (یعنی کیوں نہیں) حضرت محمد a نے کہا اور اسی لئے آپ a کو سب انبیاء علیہم السلام سے تقدم ہے۔ گو آپ a سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔'' (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص۷)

''نشر الطیب'' کی مذکورہ بالا روایات وہ ہیں جن کا حوالہ محدث مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے کسی شخص کے ''حدیث لولاک'' سے متعلق استفسار پر دیا اور ''نشر الطیب'' کے حوالے سے دیا۔ ان شاء اللہ ! حضرت کے ''ملفوظات'' اور ''مکتوبات امام ربانی'' کا حوالہ بھی آگے پیش کر دیا جائے گا۔ ایک اور حدیث جو ''حدیث لولاک'' کی مؤید ہے اور مکتوبات امام ربانی جیسے محدثین حضرات نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر۸...... ''عن ابی هریرةؓ قال: قالو ایارسول الله :متیٰ وجبت لك النبوة؟ قال :وآدم بین الروح والجسد'' (ترمذی ص۲۰۲ ج۲)

''حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول (a) آپ کو نبوت کب ملی؟۔ آپ a نے فرمایا (اس وقت) جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (یعنی ابھی روح ان میں نہیں پھونکی گئی تھی)۔''

اسی طرح کی روایات سے ذخیرہ کتب احادیث بھرا ہوا ہے۔ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ طبع سلیم والوں کے لئے تو ایک حدیث بھی کافی ہے۔ اب دو روایتیں مزید نقل کر کے اس کا عدد پورا کرتا ہوں:

حدیث نمبر۹...... ''عن عبدالله بن عمر وبن العاصؓ عن النبیﷺ انه قال: ان الله عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف سنة ،وکان عرشه علی الماء ، وکتب فی الذکر ان محمد اخاتم النبیین .'' (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب ص۵۷ ج۱)

''حضرت عبداللہ بن عمرو العاصؓ نبی کریم a سے روایت کرتے ہیں کہ آپ a نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل اپنی ہر مخلوق کا اندازہ لکھ دیا تھا اور لوح محفوظ میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ محمد a خاتم النبیین ہیں۔''

حدیث نمبر۱۰...... ''عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ : لما خلق الله عزوجل آدم ،اخبر بنیه ،فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض ،فرأی نورًا ساطعافی اسفلهم قال :یارب !من هذا ؟ قال: هذا ابنك احمد!هوالاول ،وهوالاخر،وهو شافع واول مشفع'' (کنزالعمال ج۱۱ ص۴۳۷)

''حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ a نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد بتلائی۔ آدم علیہ السلام انہیں (یوں) دیکھنے لگے کہ بعض، بعض پر فضیلت رکھتے ہیں، اور سب کے آخر میں ایک بلند نور دیکھا تو عرض کیا: اے پروردگار یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے فرزند (حضرت) احمد (a) ہیں۔ یہی سب سے پہلے نبی ہیں اور یہی سب سے آخری ہیں۔ یہی قیامت میں سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور انہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔'' (جاری ہے)

یہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ تھے!

مولانا احسان اللہ فاروقی!

بندہ عاجز کلمہ حق کہنے کے عوض دہشت گردی اور فورتھ شیڈول کی خلاف ورزی بدنام زمانہ کیس میں سیالکوٹ جیل میں بند تھا۔ قید تنہائی کی برکات سے خوشبوئے رسول کے مقدس عنوان پر مضامین کا نزول شروع ہوگیا اور ساتھ ہی خواب میں آقا مدنی کریم a کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ a نے ایک خوبصورت چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

رہائی کے بعد حسب روایت بیت اللہ و بیت رسول کی زیارت کے لئے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ مسجد نبوی میں ایک شام نزلہ کی شکایت تھی۔ قہوہ پینے کو جی چاہ رہا تھا۔ مقام اصحاب صفہؓ کے قریب ایک صاحب قہوہ تقسیم کررہے تھے۔ میں نے جب ان کے ہاتھ سے قہوہ کا کپ لیا تو انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے جھٹکا سا لگا۔ جیسے اچانک کوئی شناسا چہرہ سامنے آگیا ہو۔

میں دو صفیں آگے جاکر (قہوہ تو بھول گیا) بیٹھ کر سوچنے لگا یہ صاحب کون ہوسکتے ہیں؟۔ یہ سوچ رہا تھا کہ ایک نوجوان نے کندھے پر ہاتھ رکھا اور مجھ سے نام مقام علاقہ کے متعلق پوچھا۔ میں نے بتایا تو اس نے واپس آکر بزرگ کی طرف سے رات کے کھانے کی دعوت دی۔

میں نے بتایا ہمارے کھانے کا مکمل انتظام ہے اور میرے ساتھ مستورات والدہ، بیٹی، زوجہ ہیں۔ میں نے نماز عشاء کے بعد انہیں ہوٹل رہائش پر لے جانا ہوتا ہے۔ معذرت کردی۔ اس نے کنٹیکٹ نمبر لیا اور چلا گیا۔

رات ۱۰ بجے کے قریب فون کی بیل بجی تو مجھے نیچے آنے کا کہا۔ دیکھا تو گاڑی میں وہی بزرگ تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے گاڑی میں بٹھا کر حال احوال جاننا شروع کردیا۔

وہ عرصہ ۵۰ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ جب یہ تسلی کرلی کہ ہماری پاکستان یا یہاں مدینہ میں پہلے ملاقات کبھی نہیں ہوئی تو شکل جانی پہچانی کیسے ہے۔ تو دونوں کی یادداشت میں وہ خواب جو میں نے جیل میں دیکھا تھا۔ جس کی طرف آقا a نے اشارہ فرمایا وہی صاحب تھے۔

تب انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی خواب میں آپ کو دیکھا ہے۔ پھر انہوں نے کتنی ہماری خدمت کی ہوگی۔ اس کو صرف وہی جان سکتا ہے جس نے مدینہ رسول کی مہمان نوازی دیکھی ہے۔

انہوں نے یہ بات بتائی کہ یہاں مدینہ منورہ کے ایک مدنی شہزادے کو خواب میں آقا مدنی a کی زیارت ہوئی (نام بتانے سے منع کردیا) تو آقا a نے فرمایا کہ میرے سرہانے ایک شخص کئی دن سے رو رہا ہے۔ اب مجھ سے اس کا رونا دیکھا نہیں جاتا۔

صبح بہت تلاش کی روضہ مطہرہ مواجہ شریف کے قریب کوئی شخص روتا ہوا نہ ملا۔

دوسرے دن پھر وہی خواب مدنی شہزادے نے دیکھا۔ آقا مدنی a نے پھر وہی بات فرمائی۔ پھر تلاش کی کوئی نہیں ملا۔ تیسرے دن پھر آقا a نے خواب میں فرمایا کہ ”اس سے کہہ دو کہ رویا نہ کرے۔ اس کا رونا تشویش پیدا کرتا ہے۔“ اب تلاش شروع کی تو ایک شخص جیسے کئی دن سے مواجہ شریف کے سامنے سر جھکائے دیکھا۔ مگر رونے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ جب غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ سر جھکائے اتنا رو رہے ہیں کہ آنسوؤں سے داڑھی مبارک بھیگ چکی ہے کہ نا معلوم مجھ سے کیا بے ادبی ہوگئی ہے۔

لیکن جب ان کو بتایا کہ آقا مدنی کریم a کا حکم ہے کہ آپ زیادہ نہ روئیں تو ان کے دل و دماغ سے گرانی اور بوجھ ہلکا ہوگیا۔ چہرے پر بشاشت اور نورانی چمک پھیل گئی۔

یہ صاحب خواجہ خواجگان، ولی کامل، عالمی مجلس ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد صاحبؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں والے تھے۔

حادثہ فاجعہ!

۲۲ر مارچ ۲۰۱۲ ظہر سے قبل حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے بڑے بھائی جناب محمد اشتیاق صاحب پروفیسر آئی ٹی آئی گورکھپور عمر ساٹھ ۶۰ سال کا اپولو اسپتال ممبئی میں انتقال ہوگیا ہے۔ واضح رہے کہ مرحوم ہارٹ کے مریض تھے جس کے آپریشن کے لئے اپولو اسپتال ممبئی میں زیر علاج تھے۔ مرحوم گھر کے افراد میں بڑے ہونے کی وجہ سے گھر کی نگرانی خود ہی کرتے تھے۔ موصوف کے انتقال سے گھر میں ایک خلا ہوگیا۔ پسماندگان میں اہلیہ، ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ بیان میں مرحوم کی مغفرت اور مولانا شاہ عالم سمیت پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

حضرت مولانا منیر احمد ریحان کو صدمہ

حضرت مولانا منیر احمد ریحان کے والد گرامی جناب حاجی اللہ دتہؒ ۱۰ر فروری بروز جمعۃ المبارک کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ مرحوم انتہائی نیک سیرت، صالح، خداترس اور درویش آدمی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ نیکی کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ ان کی حسنات کی قبولیت کی دلیل ان کے صاحبزادہ حضرت منیر احمد ریحان ہیں جو کہ جامعہ باب العلوم کے منتہی درجات کے استاد ہیں۔ موصوف کا شمار جامعہ کے قابل ترین تجربہ کار اساتذہ میں ہوتا ہے۔ شفیق مہربان طبیعت کے مالک ہیں۔ ادارہ لولاک ان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العزت ان کے والد گرامی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا بشیر احمدؒ حیاتی کا وصال!

عبداللطیف بلوچ!

کہنہ مشق، مایۂ ناز مدرس حضرت مولانا بشیر احمد حیاتی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

کبیروالا شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قصبہ سردار پور کے ساتھ متصل بستی اسلام پور کے مکینوں کی اکثریت لنگاہ برادری سے تعلق رکھتی ہے۔ اسی لنگاہ برادری کے ایک بزرگ صوفی محمود مرحوم ہو گزرے ہیں۔ نیک عادات وخصائل سے متصف ہونے کے ساتھ تہجد گزار شب زندہ دار آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پانچ لڑکے عطاء فرمائے۔ ان کے پانچ بیٹوں میں سے سب سے بڑے بیٹے کا نام بشیر احمد تجویز کیا گیا جو کہ بعد میں اسم بامسمّیٰ ثابت ہوئے۔

مولانا بشیر احمدؒ شروع ہی سے نیکی کی طرف مائل تھے۔ ابتدائی سکول کی چھ جماعتیں مقامی سکول میں پڑھیں۔ دینی تعلیم کے حصول کا شوق ہوا تو ملک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا میں داخلہ لے لیا۔ ابتدائی صرف کی کتابیں پڑھیں اسی دوران آپ کو قرآن پاک حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا تو چھ ماہ میں قرآن کریم حفظ کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ دوبارہ درس نظامی کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ اس درسگاہ میں آپ کو یگانۂ روزگار اساتذہ کرام سے استفادہ کرنے کا موقع ملا جن میں مشہور زمانہ محدث جلیل حضرت مولانا علی محمدؒ، علامہ ظہور الحق، علامہ منظور الحق جیسے شہنشاہ تدریس شامل ہیں۔ اس کے علاوہ امام الصرف والنحو حضرت مولانا محمد اشرف شادؒ مانکوی سے بھی اکتساب فیض کیا۔

تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے عملی طور پر میدان تدریس میں اترے۔ ابتدائی تقریباً دس سال قرآن پاک پڑھاتے رہے۔ بعد ازیں درس نظامی کی تدریس میں مشغول ہو گئے اور پھر آخر تک تدریس ہی کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ تقریباً ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۶ء تک جامعہ اشرفیہ مانکوٹ میں پڑھاتے رہے۔

اسی دوران ہمیں کنز الدقائق، شرح وقایہ، مختصر المعانی، مشکوٰۃ شریف جلد ثانی جیسی اہم کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت استاذیم کا پڑھانے اور سمجھانے کا انداز انوکھا ہی تھا۔ سمندر کو کوزے میں بند کرنا آپ کا وصف تھا۔ لمبی چوڑی تقریر کرنے کے قائل نہیں تھے۔ مختصر الفاظ میں مشکل مسئلہ آسانی کے ساتھ سمجھا لیتے۔ ذاتی اوصاف میں سادگی، نیکی، عاجزی اور انکساری کے ساتھ شب بیدار تھے۔ تہجد کی نماز مشکل سے قضاء ہوتی۔ جونہی اذان ہوتی اہتمام کے ساتھ وضو کرتے اور مسجد میں تشریف لے آتے۔ نام ونمود شہرت وناموری سے کوسوں دور تھے۔ بلکہ ایسی چیزوں سے طبعی طور پر دوری تھی۔ سادگی اور سادہ دلی کا مجسم پیکر تھے۔ اسباق میں حاضری مکمل ہوتی۔ اتفاق سے بھی کبھی ناغہ نہ کرتے۔ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔

دل کا عارضہ کافی عرصے سے لاحق تھا۔ اس کے ساتھ صبر وشکر سے چلتے رہے۔ بالآخر وقت موعود آپہنچا۔

مدینۃ العلم کوٹلہ رحم علی شاہ ضلع مظفر گڑھ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ مدرسہ کے امتحان ہونے والے تھے۔ طلباء امتحان کی تیاری کر رہے تھے۔ حضرت مولانا مرحوم نے مغرب کے بعد مطالعہ فرمایا۔ سوالیہ پیپر بنائے۔ اسی دوران آپ کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی۔ طالب علموں کو بلایا۔ ٹیکسی کا انتظام کیا۔ ہسپتال جارہے تھے۔ راستہ میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔

عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جو پیپر بنایا اس میں حدیث پاک ’’ان اللہ یقبض العلم بقبض العلماء‘‘ کی تشریح و وضاحت بھی مطلوب تھی۔ سچ فرمایا ہادی عالم جناب نبی کریم a نے کہ قرب قیامت میں علم اٹھالیا جائے گا۔ علماء کے اٹھائے جانے کے ساتھ۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے علماء حق کا دنیا سے چلے جانا خسارے سے کم نہیں۔

دوسرے دن آبائی گاؤں اسلام پور میں جنازہ ہوا۔ دینی مدارس کے طلباء، علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت حضرت مولانا مرحوم کے استاد حضرت مولانا یٰسین صابر صاحب نے پڑھائی۔ ۲۰؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز سوموار نماز جنازہ کے بعد آبائی قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔ انہوں نے اپنے سوگواروں میں ہزاروں متعلقین، شاگردوں کے علاوہ ایک بیوہ اور دو بچیاں چھوڑیں۔ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس چونڈہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد شاہ فیصل چونڈہ میں ختم نبوت کانفرنس مورخہ ۲۲؍مارچ بعد نماز عشاء زیر صدارت میاں عبدالغنی منعقد ہوئی۔ مدرسہ عربیہ حیات القرآن پسرور کے طلباء نے حافظ محمد قاسم کی قیادت میں مختلف بینرز سے کانفرنس ہال کو سجایا۔ کانفرنس کو بھرپور کامیاب بنانے کے لئے مولانا محمد طیب، مولانا فقیر اللہ، مولانا عطاء اللہ، قاری محمد انور نے تحصیل پسرور کے علماء کرام سے ملاقاتیں کر کے مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تیار کیا۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، جماعت اسلامی کے حافظ ساجد انور جمعیت علماء پاکستان کے قاری زوار بہادر، جمعیت اہلحدیث کے رانا محمد شفیق پسروری نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس رات ایک بجے تک جاری رہی۔

ختم نبوت کانفرنس ہڑپہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۳؍اپریل کو جامع مسجد مولانا ولی محمدؒ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، محمد رمضان بھٹیلا اور دیگر کئی ایک مقررین نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے سے حضور ﷺ کی شفاعت و رفاقت نصیب ہوتی ہے۔

ختم نبوت کانفرنس گگو منڈی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ اشرف العلوم گگو منڈی میں ۱۱؍اپریل کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا جان محمد رشیدی نے کی۔ جبکہ کانفرنس سے مولانا محمد عالم طارق، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا مفتی محمد ارشد اور قاری محمد اکرام جاوید نے خطاب کیا۔

آہ! گلشن بنوری کا حدی خواں شیخ عطاء الرحمنؒ!

سید محمد زین العابدین!

۲۷ رجمادی الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰ راپریل ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک ۰۶:۳۰ منٹ شام کا وقت مسلمانان پاکستان اور بالخصوص جامعہ بنوری ٹاؤن کے لئے ایک جانکاہ صدمہ بن کر آیا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد ولی حسن خان ٹونکیؒ کے شاگرد رشید وفاق المدارس عربیہ پاکستان کی امتحانی ونصابی کمیٹی کے رکن، جامعہ بنوری ٹاؤن کے ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث، علم وعمل اور اخلاص وللہیت کے پیکر، خوش مزاجی اور نرم خوئی کے خوگر، سادگی، متانت اور نورانیت کے پیکر مجسم، طلباء پر مشفق اور مہربان اور گلشن بنوری کے حودی خوان حضرت مولانا عطاء الرحمن بینظیر انٹرنیشنل ایئر پورٹ کے قریب تھانہ کورال چوک کی حدود میں کراچی سے اسلام آباد آنے والی نجی فضائی کمپنی بھوجا ایئر لائن کے مسافر طیارے کے گرنے سے اپنی ہمشیرہ سمیت سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون! حضرت مولانا کے ساتھ ساتھ مزید ایک سو ستائیس مسافر شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

حضرت بنوریؒ اپنے اس ادارے کی بنیاد کس اخلاص اور قربانی کے جذبے سے رکھ گئے کہ اس ادارے کی آبیاری اور ترقی شہداء کے خون سے ہو رہی ہے۔

حضرت مولانا عطاء الرحمن بیک وقت ایک کامیاب مدرس، زبردست خطیب اور بہترین نظم چلانے والے ناظم تھے۔ آپ ایک مخلص ترین انسان تھے۔ آپ ایک بہت بڑے ادارے کے ناظم اور صدر کراچی کی معروف مسجد صالح کے امام وخطیب تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ عہدے ایسے ہیں کہ اس میں رہتے ہوئے آدمی کے تعلقات بڑے بڑے عہدیداروں اور مالداروں سے ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے بھی اس قسم کے لوگوں کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے۔ لیکن آپ نے کبھی ان مراسم کو ذاتی تعلقات کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ میری معلومات کے مطابق آپ کی کوئی ذاتی گاڑی یا کوئی ذاتی جائیداد نہیں اور اسی طرح سے بندہ نے کئی دفعہ آپ کو جامعہ سے جامع مسجد صالح صدر نماز پڑھانے کے لئے جاتے ہوئے بسوں میں سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ناظم تعلیمات ایک بادشاہ ہوتا ہے اور وہ بھی جامع بنوری ٹاؤن کا ناظم تعلیمات۔ لیکن اللہ تعالیٰ استاد محترم کو غریق رحمت فرمائے کہ آپ نے ہمیشہ ایک سادہ زندگی گزاری اور دنیا میں ایسے رہے کہ جیسے ایک مسافر رہتا ہے اور ایک سفر ہی میں آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے اور اس حدیث کے صحیح مصداق ہوئے: ”کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل“

آپ انتہائی بے لوث اور بے غرض خدمت دین انجام دینے والے انسان تھے۔ آپ نے عصری اداروں کے طلباء کو دینی معلومات فراہم کرنے کے لئے ایک نصاب مرتب کیا۔ جسے بفضلہ تعالیٰ بین الاقوامی طور پر بڑی قبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی تو اس کے متعلق آپ کو حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ نے فرمایا کہ آپ

نے یہ نصاب مرتب کیا۔ اس کے بارے میں آپ کو لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے۔ آپ ہر ایک کی بات کو نظر انداز کر کے اس کو جامعہ کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کئی کتب خانہ والوں نے آپ سے رابطہ کر کے رائے دی کہ اس کو ایسا کر لیں ویسا کر لیں۔ اس طرح چھاپ لیں۔ لیکن آپ حضرت مفتی صاحب کی بات پر تادم آخر قائم رہے اور اس کو جامعہ کی مجلس دعوت و التحقیق کے حوالے کر دیا اور اس پر جتنا لاگت آئی اتنا ہی اس کی قیمت رکھوائی۔ یہاں تک کہ اس کتاب پر اپنا نام تک لگوانا گوارا نہ کیا اور اس کتاب کی آمدنی سے ایک پیسے کا مطالبہ نہ کیا۔ کہاں سے لائیں ایسا مخلص انسان؟۔

حضرت مولانا عطاء الرحمنؒ ۶ راگست ۱۹۶۰ء میں ضلع مردان کے علاقہ بابوزئی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب مشفق الرحمنؒ ایک مذہبی سوچ اور دیندار شخصیت کے حامل تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم شیر گڑھ مردان میں حاصل کی اور ساتھ ساتھ میٹرک بھی کیا۔ بعد ازاں آپ کے دادا نے آپ کو جامعہ بنوری ٹاؤن پڑھنے کے لئے بھیجا۔ آپ نے ۱۹۸۲ء میں یہیں سے فاتحہ فراغ پڑھا اور حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن خان ٹونکیؒ کی زیر نگرانی تخصص فی الفقہ کیا۔ بعد ازاں آپ کو جامعہ میں تدریس کے لئے منتخب کر لیا گیا تو آپ نے جامعہ ہی کو اپنا مستقر اور مسکن بنالیا۔ جو کچھ تھا آپ کا جامعہ ہی تھا۔ تمام تر صلاحیتیں اور استعدادیں جامعہ کی ترقی کے لئے وقف کر دیں اور مسلسل ۲۷ سال تادم آخر آپ نے جامعہ کی خدمت کی۔ حضرت مولانا عبدالقیوم چترالیؒ کی بیماری کے بعد مجلس شوریٰ نے آپ کو ناظم تعلیمات کے عہدہ پر مقرر کیا اور واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اس عہدے کا حق ادا کر دیا۔ اگرچہ اس طرح کے مناصب کو قبول کرنا آپ کی طبیعت میں نہیں تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بندہ آپ سے رخصت منظور کروانے کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ دفتر اہتمام کے باہر کھڑے تھے۔ فرمانے لگے آؤ بھائی کھلی کچہری ہے۔ پھر فرمایا کہ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ میں دفتر میں جاؤں۔ مدیر التعلیم کی نشست پر بیٹھوں۔ لیکن میرا جی نہیں چاہتا کہ میں یہ کروں۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ گھر سے آؤں پڑھاؤں اور چلا جاؤں۔ انتظامی امور میں نہ پڑوں۔ آہ! ایسے لوگ اب کہاں سے لائیں گے۔ بندہ جب بھی آپ کے پاس رخصت کے ارادے سے حاضر خدمت ہوا فوراً رخصت منظور کر لی۔ آپ ایسے مشفق انسان تھے۔

آپ نے مندرجہ ذیل اساتذہ سے احادیث پڑھیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن خان ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ، حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ۔ آپ کو فن حدیث سے خصوصی لگاؤ تھا۔ مسلم شریف پڑھاتے ہوئے آپ اکثر حضرت مفتی محمد ولی حسن خان ٹونکیؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ اکثر حدیث کی عبارت آپ خود ہی پڑھتے۔ آپ کی رس گھولتی ہوئی آواز سے دارالحدیث گونجا کرتا تھا۔ آپ کی آواز دفتر بینات تک جایا کرتی تھی۔ شعبہ بنات میں بھی بخاری شریف آپ ہی پڑھایا کرتے تھے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ اور چار صاحبزادے مولانا مفتی مسیح الرحمن، مولانا مفتی فصیح الرحمن، مولوی جمیل الرحمن اور ملیح الرحمن سوگوار چھوڑے ہیں۔

ختم نبوت کانفرنسوں کی بہاریں!

مولانا اللہ وسایا!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کی ہر تین ماہ بعد ملتان دفتر مرکزیہ میں میٹنگ ہوتی ہے۔ جس میں آئندہ تین ماہ کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ ذیل میں فقیر ان کانفرنسوں کا خاکہ پیش کرنا چاہتا ہے جن میں فقیر کی شرکت ہوئی۔ وہ کانفرنسیں جن میں مرکز کی نمائندگی حضرت الامیر دامت برکاتہم، حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم، حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد نے فرمائی۔ وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ان کی رپورٹنگ بھی لولاک میں دوسری جگہ موجود ہوگی۔ فقیر نے جن کانفرنسوں میں شرکت کی۔ ان پر سرسری نظر فرمایئے:

۲۳ر فروری ۲۰۱۲ء کو ختم نبوت کانفرنس گوجرہ: منعقد ہوئی۔

صدارت: حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب مدظلہ

بیان: مولانا خبیب احمد مبلغ ٹوبہ، مولانا عبدالرشید سیال مبلغ فیصل آباد

// مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا عزیز الرحمن ثانی مبلغ لاہور

// مولانا حبیب الرحمن تونسوی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، فقیر اللہ وسایا۔

۲۶ر فروری: اسلام زندہ باد کانفرنس زیر اہتمام جمعیت علمائے اسلام بہاول پور میں شرکت۔

۲۷ر فروری: ختم نبوت کانفرنس کراچی۔

۲۸ر فروری کو ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو اللہ یار خان: منعقد ہوئی۔

بیان: جس میں مولانا محمد کامران، مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد،

// مولانا محمد علی صدیقی اور فقیر راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔

۱ تا ۶ر مارچ: سکھر میں کورسز و کانفرنسیں

دیگر حضرات کے علاوہ فقیر راقم الحروف اور مولانا قاضی احسان احمد نے مرکز کی نمائندگی کا شرف حاصل کیا۔

۸ر مارچ: ختم نبوت کانفرنس ماڑی اللہ بچایا ضلع رحیم یار خان

صدارت: مخدوم الاولیاء حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ

بیان: مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا جمیل الرحمن درخواستی

// مولانا حماد اللہ درخواستی، مولانا رشید احمد لدھیانوی

// مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد رضوان

// مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور فقیر راقم الحروف۔

۹؍مارچ: ختم نبوت کانفرنس چک نمبر۹۷ فیروزہ ضلع رحیم یارخان

بیانات: مولانا مطیع الرحمن درخواستی، مولانا جمیل الرحمن درخواستی
〃 مولانا محمد رضوان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
〃 مولانا مفتی محمد راشد مدنی، فقیراللہ وسایا۔

۹؍مارچ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس سنجرپور تقریباً مندرجہ بالا حضرات کے بیانات ہوئے۔

۱۱؍مارچ: اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ۔

۱۲؍مارچ: ختم نبوت کانفرنس عارف والا

زیرصدارت: حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب
بیان: مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، فقیراللہ وسایا۔

۱۳؍مارچ: ختم نبوت کانفرنس پاکپتن

زیرصدارت: حضرت مولانا صاحبزادہ طارق مسعود ساہیوال
بیان: مولانا قاری عبدالجبار، مولانا عبدالروف چشتی
〃 مولانا عبدالحکیم نعمانی، فقیر راقم۔

۱۴؍مارچ: ختم نبوت کانفرنس ملکہ ہانس

بیان: مولانا عبدالحکیم نعمانی، فقیر راقم الحروف۔

۱۵؍مارچ: دن کو دینی مدرسہ کے سالانہ جلسہ ملہو آنہ موڑ میں شرکت۔ رات کو جمعیت اتحاد اہل سنت کی مرکزی کانفرنس ماموں کانجن میں شرکت۔

۱۶؍مارچ: جامعہ خیرالعلوم خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاول پور کے سالانہ جلسہ عام میں شرکت۔

۱۷،۱۸؍مارچ کو مولانا فقیر محمد فیصل آبادی کی وفات و جنازہ میں شرکت کے باعث پتوں عاقل کانفرنس اور دادڑہ کانفرنس میں شرکت نہ ہوسکی۔

۲۰؍مارچ: ختم نبوت کانفرنس خانیوال

صدارت: مخدوم الصلحاء حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالماجد صدیقی
بیان: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالستار گورمانی
〃 مولانا عطاء المنعم، مولانا قاری محمد ادریس اجمل
〃 محمد رضوان سرگودھا، قاری منصور احمد، فقیر راقم۔

۲۱/مارچ: ختم نبوت کانفرنس ڈسکہ۔

۲۲/مارچ: ختم نبوت کانفرنس چونڈہ۔

۲۳/مارچ: ختم نبوت کانفرنس پسرور۔

۲۴/مارچ: ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ۔ ان کی تفصیلات اسی شمارہ میں دوسری جگہ موجود ہیں۔

۲۵/مارچ: لاہور، چناب نگر۔

۲۶/مارچ: ختم نبوت کانفرنس چک نمبر۴ ڈی فائدآباد

بیان: مولانا مفتی عبدالجبار کراچی، مولانا محمد اسلم نجمن آبادی، فقیر راقم۔

۲۹/مارچ: ختم نبوت کانفرنس علی پور

زیر صدارت: حضرت مولانا بشیر احمد فاضل پوری

بیان: مولانا قاری عبدالخالق علی پور، مکرم نوابزادہ منصور احمد خان

〃 مولانا عبدالخالق قاضی مبلغ مظفر گڑھ، مولانا حبیب اللہ علی پور

〃 مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاول پور، مولانا منیر احمد

〃 مولانا عزیز الرحمن جالندھری، فقیر راقم، مولانا حافظ حسین احمد کوئٹہ۔

۳۰/مارچ: جمعہ پر بیان جامع مسجد فاروقیہ جتوئی و ختم نبوت کانفرنس مظفر گڑھ

زیر صدارت: وصدارتی بیان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ مدظلہ

بیان: مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا فقیر اللہ اختر

〃 مولانا محمد سالم قریشی، مولانا محمد عاصم

〃 مولانا بشیر احمد، فقیر راقم، مولانا حافظ حسین احمد کوئٹہ۔

۳۱/مارچ: ختم نبوت کانفرنس کوٹ قیصرانی

زیر صدارت: حضرت مولانا امان اللہ صاحب خطیب کوٹ قیصرانی

بیان: مولانا حافظ حسین احمد کوئٹہ، مولانا غلام فرید مبلغ قیصرانی

〃 مولانا عبدالغفور گورمانی، مولانا عبدالعزیز لاشاری

〃 مولانا جمال عبدالناصر، مولانا ضیاء الدین آزاد

〃 مولانا عبدالرشید، مکرم سردار امام بخش بیرسٹر

〃 فقیر راقم الحروف ودیگر حضرات۔

۱تا۶/اپریل: ساہیوال ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے لئے ضلع بھر میں پروگرام ہوئے۔ اسی دوران میں

۲/اپریل: ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی

بیان: مولانا مفتی محمد عثمان، مولانا محمد عالم طارق

// مولانا قاری زاہد اقبال، مولانا ضیاء الدین آزاد، فقیر راقم۔

۳/اپریل: ختم نبوت کانفرنس ہڑپہ

صدارت: حضرت مولانا سید فضل احمد شاہ صاحب

بیان: مولانا عثمان حیدر، فقیر راقم۔ نعت ناصر محمود میلسی۔

۵/اپریل: لاہور۔

۶/اپریل: ختم نبوت کانفرنس کمالیہ جامع مسجد نعمانیہ۔

۷/اپریل: ختم نبوت کانفرنس ساہیوال

صدارت: وصدارتی بیان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

تلاوت: قاری محمد عثمان، نعت مولانا مفتی شاہد عمران عارفی

بیان: پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ

// مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا ضیاء الدین آزاد،

// مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال، مولانا رشید احمد لدھیانوی امیر جمعیت پنجاب

// مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ بہاول نگر، مولانا قاری عبدالجبار

// مولانا طارق مسعود، مولانا محمد الیاس چنیوٹی

// مولانا مفتی محمد عثمان، مولانا مفتی محمد ظفر اقبال

// جناب محمد انور گوندل، مولانا بشیر احمد القادری

// مولانا محمد عالم طارق، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

// فقیر راقم، مولانا کفایت اللہ مانسہرہ

۸/اپریل: سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منڈوال

صدارت: حضرت مولانا قاضی ہارون الرشید راولپنڈی

بیان: مولانا قاضی ظہور حسین چکوال، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

// مولانا قاضی مشتاق الرحمٰن راولپنڈی، مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی

// فقیر راقم، مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہرہ۔

۹، ۱۰/اپریل: ضلع مانسہرہ کا تبلیغی دورہ

جہاں مانسہرہ، کھواڑی، داتا میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد ہوا۔

۱۱؍اپریل: ختم نبوت کانفرنس کوٹلہ ارب علی خان ضلع گجرات

بیان: مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق جہلم، فقیر راقم و دیگر حضرات۔

۱۲؍اپریل: ختم نبوت کانفرنس دنیاپور

زیر صدارت: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
بیان: مولانا محمد میاں لودھراں، مولانا مفتی محمد ظفر اقبال کہروڑپکا
〃 مولانا محمد رضوان سرگودھا، مولانا نصیر احمد بابر
〃 مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی
〃 مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال
〃 مولانا ظفر احمد قاسم وہاڑی، قاری محمد اکرم
〃 مولانا حفیظ الرحمن، ڈاکٹر ظفر رشید
〃 مولانا محمد رمضان، فقیر راقم
〃 مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہرہ۔

۱۳؍اپریل: جامع مسجد مرکزی منڈی بہاؤالدین جمعہ پر بیان، رات پروگرام جہلم۔

۱۴؍اپریل: ختم نبوت کانفرنس پھالیہ

زیر صدارت: حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں
بیان: مولانا عبدالغفور حیدری ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
〃 مولانا محمد ریاض مبلغ شیخوپورہ، مولانا محمد طیب فاروقی مبلغ اسلام آباد
〃 مولانا خالد محمود مبلغ سرگودھا، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی کراچی
〃 فقیر راقم، مولانا نور محمد امیر مجلس سرگودھا
〃 مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا سید جاوید حسین شاہ فیصل آباد
〃 مولانا محمد ریاض سواتی، مولانا مفتی محمد صفدر حسین پھالیہ
〃 مولانا قاضی ارشد الحسینی اٹک، مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق جہلم
〃 مولانا محمد قاسم سیوطی، مولانا احسان الحق شاد
〃 مولانا محمد عمر عثمانی، مولانا ممتاز کلیار
〃 مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا محمد عالم طارق
〃 مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہرہ، مولانا عزیز الرحمن ثانی
〃 مولانا عبدالماجد منڈی بہاؤالدین و دیگر حضرات۔

کانفرنس مغرب سے رات تین بجے تک کامیابی سے جاری رہی۔ فلحمدللہ!

۱۵؍اپریل: ختم کانفرنس اٹک

زیر صدارت: حضرت مولانا صاحبزادہ قاضی محمد ابراہیم صاحب امیر عالمی مجلس اٹک
بیان: مولانا عزیز الرحمن ثانی، فقیر راقم۔

۱۶تا۲۰؍اپریل: ختم نبوت کانفرنس لاہور کی تیاری ودعوت کے لئے متعدد کانفرنسیں لاہور شہر میں منعقد ہوئیں جن میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

۲۱؍اپریل: ختم نبوت کانفرنس لاہور

زیر صدارت: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ
〃 وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب لاہور
بیان: مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد ریاض شیخوپورہ
〃 مولانا محمد خالد محمود سرگودھا، مولانا ضیاء الحسن
〃 مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال
〃 مولانا قاری زوار بہادر لاہور، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ملتان
〃 مولانا فضل الرحیم لاہور، مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ
〃 مولانا سید محمود میاں لاہور، مولانا میاں محمد اجمل قادری لاہور
〃 مولانا نعیم الدین لاہور، مولانا محمد اسماعیل محمدی کاموکے
〃 مولانا عبدالروف فاروقی لاہور، مولانا محمد عالم طارق چیچہ وطنی
〃 مولانا عبدالشکور حقانی لاہور، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور
〃 مولانا قاری جمیل الرحمن اختر لاہور، مولانا محمد قاسم گجر
〃 جناب سید سلیمان گیلانی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ لاہور
〃 مولانا محمد امجد خان لاہور، مولانا محمد رضوان سرگودھا
〃 مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہرہ ودیگر حضرات۔

۲۶؍اپریل: سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس الفتح گراؤنڈ فیصل آباد

زیر صدارت: پیر طریقت حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب
〃 وحضرت مولانا قاری محمد یاسین صاحب مہتمم دارالقرآن فیصل آباد
سرپرست اعلیٰ: پیر طریقت حضرت مولانا سید فاروق ناصر شاہ فیصل آباد
مہمان خصوصی: پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ فیصل آباد

بیان: مولانا سید خبیب احمد شاہ مجاہد ختم نبوت، مولانا عبدالرشید سیال مبلغ ختم نبوت فیصل آباد
〃 مولانا صاحبزادہ بشیر محمود فیصل آباد، مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی
〃 مولانا عزیزالرحمن جالندھری ملتان، مولانا عزیزالرحمن ثانی لاہور
〃 مکرم عزیزالحسن فیصل آباد، مولانا ساجد فاروقی جڑانوالہ
〃 پروفیسر محبوب الرمان فیصل آباد، مکرم حافظ محمد امجد فیصل آباد
〃 فقیر راقم ملتان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان
〃 مولانا محمد الیاس گھمن سرگودھا، مولانا محمد عالم طارق چیچہ وطنی
〃 مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہرہ۔ کانفرنس رات گئے جا کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

نوٹ: اب لاہور، پیروال، سندھ، بلوچستان، کراچی کا سفر درپیش ہے۔ ۱۵ رمئی کو حجاز مقدس۔ ۲ رتا ۲۵ رجون برطانیہ۔ ۲۶ رجون کو واپسی۔ ۲۷ رجون کراچی۔ ۲۸ رجون سے ختم نبوت کورس چناب نگر۔ آغاز رمضان کراچی۔ عید کے بعد چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کی تیاری۔ انشاء اللہ العزیز شعبان المعظم، رمضان المبارک کا شمارہ لولاک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ترتیب دیں گے۔ اگر زندہ رہا تو شوال میں قارئین سے ملاقات ہوگی۔

پیلو وائنس میں قادیانیوں کا قبول اسلام

ضلع خوشاب کی تحصیل نور پور تھل کے گاؤں پیلو وائنس میں ایک عرصہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی میں محنت شروع ہے۔ قادیانیوں کے پاس جا کر ان کے آنجہانی نبی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے کفر سے آگاہ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اب تک الحمدللہ مندرجہ ذیل حضرات قادیانیت سے تائب ہو کر ختم نبوت پر مکمل طور پر ایمان لا چکے ہیں۔ جن خوش نصیبوں نے مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔ ان کے نام یہ ہے: ۱...... علی کھبہ سابق صدر جماعت احمدیہ پیلو وائنس۔ ۲...... محترم پٹواری لیاقت علی کھبہ، سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پیلو وائنس۔ ۳...... طارق اقبال کھبہ، رکن جماعت۔ ۴...... نور حیات کھبہ۔ ۵...... محترم غضنفر علی کھبہ کی زوجہ محترمہ۔ ۶...... اقبال کھبہ، رکن جماعت۔ ۷...... ریاست علی کھبہ کی صاحبزادی۔ چھوٹے بچے اس کے علاوہ ہیں۔

دنیاپور میں قادیانی کا قبول اسلام

دنیاپور: جامعہ سیدنا علی المرتضیٰ اسلام پور میں علمائے کرام اور صحافیوں اور معززین علاقہ کی موجودگی میں محمد جعفر ڈوتا می شخص نے اسلام قبول کرلیا۔ محمد جعفر کا کہنا ہے کہ میرا جو وقت کفر میں گزرا ہے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔ آپ حضرات میرے لئے استقامت کی دعا کریں اور میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں اور میں مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ سرور کائنات ﷺ کو آخری نبی و رسول مانتا ہوں۔ محمد جعفر کے اسلام قبول کرنے پر دنیاپور شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ اجلاس میں قاری محمد امین، مولانا حفیظ الرحمن امیر ختم نبوت تحصیل دنیاپور، محمد طیب عثمان، محمد طلعت باری، محمد ندیم زرگر، مولانا سجاد احمد، مولانا عمر فاروق، مولانا محمد تنویر اور صحافی حضرات نے شرکت کی۔

احتساب قادیانیت جلد۴۲ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ۰ اما بعد!

محض اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق وفضل سے احتساب قادیانیت کی جلد بیالیس (۴۲) پیش خدمت ہے۔ اس جلد کی سب سے بڑی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں صرف وہ کتابیں شامل کی گئی ہیں جو دجال قادیان کے رد میں اس کے جیتے جی (مین حیات) میں لکھی گئیں۔ لیکن کذاب قادیان کو ان کی تردید کی توفیق نہ ہوئی۔ حالانکہ ان کتب کے شائع ہونے کے بعد وہ سالہا سال زندہ رہا۔

۱...... الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح : ملعون قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے اکتوبر۱۸۹۱ء میں دہلی جا کر مولانا سید نذیر حسین صاحبؒ سے مناظرہ کی طرح ڈالی۔ لیکن پھر خود ہی حیلے بہانوں سے کنی کترانے کا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ تب اس زمانہ کے ایک عالم دین مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ جو بھوپال میں مقیم تھے، انہوں نے مرزا قادیانی کو کھلی چھٹی دے دی کہ جن شرائط پر آپ چاہیں آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ بھوپال سے وہ دہلی تشریف لائے اور مرزا قادیانی کے ’’گاٹے فٹ‘‘ ہوگئے۔ ماہ اکتوبر۱۸۹۱ء دہلی میں مناظرہ ہوا۔ مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ نے تین پرچے لکھے۔ تین پرچے مرزا قادیانی نے لکھے۔ لیکن تیسرے پرچہ میں مرزا قادیانی نے اپنے خسر میر ناصر کی بیماری کا بہانہ کر کے قادیان جانے کے لئے دہلی چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ مولانا محمد بشیر صاحبؒ نے بہت زور لگایا کہ اپنے تیسرے پرچہ کا جواب لے لو۔ لیکن مرزا قادیانی نہ مانا۔ ’’میں نہ مانوں‘‘ کی گردان نے مرزا قادیانی نے منہ سے جھاگ کا منظر پیش کیا۔ مولانا محمد بشیر صاحبؒ نے اس کا جواب لکھ کر مرزا قادیانی کو بھجوایا۔ مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانیؒ نے ’’الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح ‘‘ تحریر فرمائی۔ ہم نے اس جلد میں صرف مولانا محمد بشیر صاحبؒ کے پرچوں کو درج کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے پرچے حذف کر دیئے ہیں۔ مرزا قادیانی کے پرچے چونکہ خود مرزا قادیانی نے ’’مباحثہ الحق دہلی‘‘ میں شائع کر دیئے تھے۔ شائقین وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ اصل کتاب پڑھنے سے باقی تفصیلات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ایک سوبیس سال بعد اس کتاب کی اشاعت ڈھیروں ڈھیر کریم کے کرم کے اعتراف کے ساتھ اس سعادت کے حصول پر سجدہ شکر بجالاتا ہوں۔

۲...... بیان للناس: اکتوبر۱۸۹۱ء میں دجال قادیانی کا دہلی میں مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ سے تحریری مباحثہ ہوا۔ جسے وہ نا تمام چھوڑ کر ’’جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا۔‘‘ اس بحث کو مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ نے ’’الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح ‘‘ کے نام سے شائع کیا۔ اس پر کادیانی چیف گرو کے چیلے محمد احسن امروہی قادیانی نے ’’اعلام الناس‘‘ لکھی۔ جس پر مولانا عبدالمجیدؒ نے دہلی سے بھوپال جا کر مولوی احسن امروہی قادیانی سے مخا

وکتابت کی یہ تمام مراسلت مولانا عبدالمجید دہلویؒ نے ''بیان للناس'' کے نام پر شائع کی۔ جسے ہم اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۳...... شفاء للناس: مرزا کادیانی کا ایک مرید محمد احسن امروہی تھا۔ اس کذاب مرید نے اکذب پیر کے حق میں کتاب لکھی۔ جس کا نام ''اعلام الناس'' تھا۔ اسے مرزا کادیانی نے پڑھا تو خوب تعریف کے پل باندھے۔ غرض ''اعلام الناس'' مرزا کادیانی کی تصدیق شدہ سمجھی گئی۔ کادیانی کتاب ''اعلام الناس'' کا حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہجہانپوریؒ نے ۱۳۰۹ھ (مطابق ۱۸۹۱ء،۱۸۹۲ء) میں جواب لکھا۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مرزا قادیانی سولہ سال زندہ رہا۔ لیکن اس کتاب کا رد لکھنے کی دجال قادیان کو جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ اس عجز و بے بسی نے مرزا کادیانی کو سولہ آنے جھوٹا ثابت کر دیا۔ خوشی کا باعث ہے کہ اس جلد میں یہ کتاب بھی شامل کی جارہی ہے۔

۴...... النصر المبین فی رد اقوال الجاھلین: حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے ایک اور ہمنام حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ مدرسہ مظاہر العلوم مدرس تھے۔ جو مدرسہ کی اعانت کے لئے ۱۹ر جولائی ۱۸۹۵ء کو ڈیرہ دون تشریف لائے۔ ان دنوں محمد احسن امروہی کادیانی بھی ڈیرہ دون آیا ہوا تھا۔ حسب عادت قادیانیاں احسن امروہی کادیانی نے مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کو دعوت قادیانیت دی۔ جواب میں دونوں حضرات کا مباحثہ طے پا گیا۔ اس کی تفصیل اس رسالہ میں مولانا دوست محمد خانؒ نے تحریر فرمائی۔ جس کے پڑھنے سے احسن امروہی کی ذلت آمیز شکست فاش کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ ایک سو سترہ (۱۱۷) سال بعد اس کی اشاعت کی حق تعالیٰ نے توفیق بخشی۔ فلحمد للہ تعالیٰ!

۵...... رقیمۃ الاخلاص: مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے شکست فاش کے داغ کو دھونے کے لئے قادیانی احسن امروہی نے تحریری مکالمہ کے لئے ڈول ڈالا۔ مولانا خلیل الرحمٰن نے اس کے چیلنج کو قبول کر کے تحریری مکالمہ کا آغاز کر دیا۔ غرض کادیانی احسن امروہی اور مولانا خلیل الرحمٰنؒ کے درمیان جو تحریری مکالمہ ہوا وہ بتمام و بکمال مولانا دوست محمد خانؒ نے مرتب کر کے ''رقیمۃ الاخلاص'' کے نام پر ۲۳ر اگست ۱۸۹۵ء کو شائع فرمادیا۔ جو اس جلد میں شامل ہے۔

۶...... نصرۃ الحق فی رد القول الزاھق: احسن امروہی کادیانی جب ان تمام کارروائیوں میں رسواء ہوا تو اس نے ایک رسالہ ''سواء السبیل'' شائع کیا۔ جس کا حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحبؒ نے ''نصرۃ الحق فی رد قول الزاھق'' تحریر فرمایا۔ اس کے آخر میں منشی سعد اللہ لدھیانویؒ کی بعض نظموں کو بھی شامل کیا گیا۔ یہ رسالہ بھی اگست ۱۸۹۵ء کا مرتب کردہ ہے جسے اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۷...... اعلاء الحق الصریح بتکذیب المسیح: مرزا کادیانی کے نفس ناطقہ احسن امروہی کادیانی کی کتاب ''اعلام الناس'' کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل علی گڑھیؒ نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔ اس جلد میں اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق کذاب کادیان نے ایک بدبودار جھوٹ تراشا تھا۔ جس کی سڑاند سے آج تک کادیانی مناظرین منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔ تفصیلی تعارف ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے اس کا تحریر فرمایا ہے۔ جو کتاب کے ابتداء میں درج ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۸...... **الفتح الربانی فی الرد علی القادیانی:** فضیلت الشیخ حسین بن محسن انصاریؒ نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔ جسے اردو ترجمہ کے ساتھ حضرت مولانا عبدالمجید دہلویؒ نے مطبع انصاری دہلی سے ۱۳۱۱ھ (مطابق ۱۸۹۳ء،۱۸۹۴ء) میں شائع فرمایا۔ حسین بن محسن انصاریؒ یمنی تھے۔ بھوپال کے حکمرانوں کی علم دوستی کے باعث وہ بھوپال میں قیام پذیر تھے۔ اس زمانہ میں بہت سے علماء نے آپ سے کسب فیض بھی کیا۔ اس جلد میں اس کتاب کو بھی شامل کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔ فلحمد للّٰہ تعالیٰ!

۞...... حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے عہد حیات میں مرزاقادیانی ملعون کو ننگی کا ناچ نچایا۔ آپ نے مرزاقادیانی کے خلاف نظم ونثر میں لکھا اور خوب لکھا۔ مرزاقادیانی ملعون آپ کے نام ''سعد'' کو جل بھن کر ''نحس'' لکھتا تھا۔ نتیجہ میں مولانا سعد اللہ بھی جو آپ آں غزل میں مرزاقادیانی کو وہ سناتے کہ ''تتے توے'' پر رقص کرنے لگ جاتا۔ مورخہ ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ، مطابق ۱۳ر فروری ۱۸۹۷ء کو آپ نے سولہ صفحاتی ایک رسالہ لکھا۔

۱/۹...... **قادیانی دجال کا استیصال:** علیحدہ علیحدہ چار مضامین تھے۔ ایک ہی صفحہ پر علیحدہ علیحدہ کالم بنا کر کچھ حاشیہ پر لکھ کر سمندر کو کوزہ میں بند کیا۔ ہم اس جلد میں ان کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

الف...... قادیانی دجال کا استیصال (حصہ نثر)

ب...... قادیانی دجال کا استیصال (حصہ نظم) (اس میں پانچ نظمیں ہیں)

ج...... قادیانی دجال کی تازہ بے حیائی پر تبصرہ

اس رسالہ میں دو باتوں پر تبصرہ کیا ہے۔

(الف) قادیانی کی تازہ بے حیائی کہتا ہے کہ میں نے عبدالحق غزنوی کے حق میں بددعا نہیں کی۔ (صرف مباہلہ کیا تھا) اس لئے وہ سلامت رہا۔

(ب) قادیانی کی ایک اور بے حیائی کہتا ہے کہ مرزا سلطان بیگ قادیانی کی تکذیب نہیں کرتا۔ (اگر اس کی الہامی زوجہ پر قابض ہے) اب اس سے کوئی تکذیب کرا کر دکھلائے۔ ان دو امور کو اس مضمون میں زیر بحث لائے۔ اس کتابچہ کے آخر پر نظم میں ایک لطیفہ تھا وہ کاٹ دیا۔ اس لئے کہ وہ دوسرے رسالہ میں آگے آرہا ہے۔

د...... حاشیہ پر ''قادیانی اور ایک نصرانی کی گفتگو میں ایک مسلمان کی ثالثی'' کا عنوان دے کر چند سطور تحریر کیں۔ ہم نے ان چاروں رسائل کو علیحدہ علیحدہ عنوان سے اس جلد میں شامل کیا ہے۔ ایک سو چودہ سال پہلے کی امانت آج کی نسل کے سامنے لانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

۲/۱۰...... **دوسہ حرفیاں (چودھویں صدی کا جھوٹا مسیح):** پمفلٹ کا نام تو دوسہ حرفیاں ہے۔ لیکن اس میں تین حرفیاں ہیں۔ (الف،ب) چودھویں صدی کا جھوٹا مسیح، (ج) سہ حرفی ارڑ پوپو۔ اس کے علاوہ اس میں (د) اہل سنت والجماعت دے عقائد دا بیان، وصیت دے طور اوتے۔ (ھ) مرزا قادیانی کے قرآن پر ایمان کی حقیقت سوال وجواب کے پیرایہ میں۔ پہلے چار نمبرات پنجابی میں ہیں۔ پانچواں نمبر اردو میں مکالمہ ہے۔ (و) اس رسالہ کے آخر میں

’’سارے جہان کے مسیحیوں کی تردید کا بے مثال نغمہ‘‘ بہت ہی برجستہ اردو مزاحیہ کلام پر مشتمل ہے۔ یہ تمام مولانا محمد سعد اللہ لدھیانویؒ مدرس گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ کے رشحات قلم ہیں۔ جو اس جلد میں شامل شائع کئے گئے ہیں۔

۳/۱۱...... **نظم حقانی مسمّٰی بہ سرائر قادیانی:** یہ بڑے سائز کے آٹھ صفحات کا رسالہ تھا جو مولانا محمد سعد اللہ صاحبؒ نے ۲۳؍شعبان ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۰؍فروری ۱۸۹۶ء کو تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ مصنف مرحوم کی منظوم کلام پر مشتمل ہے۔ البتہ قادیانی کی درخواست بحضور گورنمنٹ پر مختصر ایک صفحاتی ریمارکس نثر پر مشتمل تھا۔ یہ بھی آپ نے تحریر فرمایا جو اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۴/۱۲...... **حملہ آسمانی دربارہ شکست قادیانی:** امرتسر میں مرزا قادیانی اور عبداللہ آتھم پادری کا ۲۳؍مئی ۱۸۹۳ء سے پندرہ دن تحریری مناظرہ ہوا۔ مرزا قادیانی نے اس میں لازوال ذلت کا مال خریدا تو پیش گوئی جڑ دی کہ ۱۵؍دن سے مراد پندرہ ماہ، یعنی ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تک عبداللہ آتھم ہاویہ میں گرے گا۔ یعنی مر جائے گا۔ نتیجہ میں مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی اس کی دیگر پیش گوئی کی طرح دھوکہ کی ٹٹی ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی نے تقریر فتح اسلام کے نام پر ایک اشتہار شائع کیا جو مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۳ تا ۳۸ پر ہے۔ یہی اشتہار انوار الاسلام ص۱ تا ۱۲، خزائن ج۹ ص۱ تا ۱۳ پر بھی شائع شدہ ہے۔ اس اشتہار کا مولانا محمود گنجویؒ وارد مالیر کوٹلہ نے ’’حملہ آسمانی دربارہ شکست قادیانی‘‘ کے نام سے جوابی مضمون تحریر فرمایا۔ اسی رسالہ کے اختتام پر مولانا سعد اللہ صاحبؒ کی پانچ نظمیں بھی ساتھ ہی شائع کی گئیں۔ یہ رسالہ آٹھ صفحات بڑے سائز پر مشتمل تھا۔ ۱۰؍اکتوبر ۱۸۹۴ء اشاعت کی تاریخ لکھی گئی تھی۔ اس جلد میں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۵/۱۳...... **حقو حق:** یہ مولانا محمد سعد اللہ صاحبؒ کا پنجابی زبان میں بڑے سائز کے ۱۶ صفحات کا رسالہ ہے۔ جو تمام نظم پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی مولانا سعد اللہ صاحبؒ کے مزید رسائل، انہدام قادیانی، گیدڑ نامہ وغیرہ ہیں جو میسر نہ آئے۔

۱۴...... **الالہام الصحیح فی اثبات حیات المسیح:** یہ حضرت مولانا علامہ غلام رسول نقشبندی حنفی امرتسری کی عربی زبان میں تصنیف ہے۔ آپ نے یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں تصنیف کی۔ آپ نے عقلی نقلی اعتبار سے حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر اس کتاب میں دلائل کے ایسے انبار جمع کئے کہ مرزا قادیانی سمیت کسی قادیانی کو مقابلہ میں لب ہلانے یا قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اس کتاب کی تصنیف کے بعد مرزا قادیانی پندرہ سال زندہ رہا۔ لیکن مولانا غلام رسولؒ کے دلائل کے سامنے اسے دم مارنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ مولانا غلام رسولؒ کا وصال ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا۔ آج ۲۰۱۲ء میں گویا کہ ۱۱۹ سال بعد اس کتاب کی اشاعت ثانی ہمارے لئے ڈھیروں خوشیوں کا موجب ہے۔ فلحمد للہ!

۱۵...... **آفتاب صداقت:** مولانا غلام رسول حنفی نقشبندیؒ امرتسری کی تصنیف ’’الالہام الصحیح فی اثبات حیات المسیح‘‘ عربی زبان میں تھی۔ جس کا آپ کے بھتیجے اور شاگرد حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ نقشبندی امرتسری نے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کا نام ’’آفتاب صداقت‘‘ تجویز فرمایا۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ

دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ اس وقت پاکستان کے نامور اہل قلم جناب عطاء الحق قاسمی کے جد محترم تھے۔ ’’الالھام الصحیح‘‘ کا پہلا ایڈیشن جو ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ عربی متن کے نیچے صفحہ بصفحہ شائع ہوا۔ احتساب کی اس جلد میں متن سے ترجمہ کو علیحدہ ایک کتاب شمار کیا گیا ہے۔ احتساب کی اس جلد میں اس کتاب کی اشاعت پر اللہ رب العزت کے حضور شکر گزار ہیں۔

خلاصہ یہ کہ احتساب قادیانیت کی جلد بیالیس (۴۲) میں:

۱......	حضرت مولانا محمد بشیر شہسوانی c	کی	۱	کتاب
۲......	حضرت مولانا عبدالمجید دہلوی c	کی	۱	کتاب
۳......	حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہجہانپوری c	کی	۱	کتاب
۴......	حضرت مولانا دوست محمد خان بھوپالی c	کی	۲	کتابیں
۵......	حضرت مولانا خلیل الرحمٰن بھوپالی c	کی	۱	کتاب
۶......	حضرت مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی c	کی	۱	کتاب
۷......	حضرت مولانا حسین بن محسن انصاری c	کی	۱	کتاب
۸......	حضرت مولانا سعداللہ لدھیانوی c	کے	۵	رسائل
۹......	حضرت مولانا غلام رسول نقشبندی c	کی	۱	کتاب
۱۰......	حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی c	کی	۱	کتاب

گویا دس حضرات کی کل پندرہ عدد کتب و رسائل شامل ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ امین بحرمة النبی الکریم!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

یکم ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۲۵؍فروری ۲۰۱۲ء

دعائے صحت کی اپیل!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا بشیر احمد صاحب فاضل پوری گزشتہ دنوں دل کی بیماریوں کے باعث کارڈیالوجی سنٹر ملتان میں زیر علاج رہے۔ آپ کا بائی پاس ہوا۔ آپریشن الحمدللہ کامیاب رہا۔ لیکن تاحال کمزوری بدستور ہے۔ قارئین لولاک اور جماعتی رفقاء سے درخواست ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے حضور دعا گو رہیں کہ حق تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

جناب رانا افتخار کو صدمہ!

مجلس وہاڑی کے رکن رانا افتخار صاحب کے جواں سال بیٹے عاقل افتخار ۱۴؍اپریل کو حادثے میں وفات پاگئے۔ مجلس رانا صاحب کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ قارئین لولاک سے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ختم نبوت کانفرنس کوٹ قیصرانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی عیدگاہ کوٹ قیصرانی میں ۳۱؍مارچ ۲۰۱۲ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور نعتیہ کلام کے بعد علماء کرام اور قائدین نے خطاب کیا۔ حال ہی میں قادیانیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہونے والے علاقہ کے بااثر سردار بیرسٹر سردار امام بخش خان قیصرانی نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کانفرنس میں علماء کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مولانا حافظ حسین احمد ہمارے علاقہ میں تشریف لائے ہیں، ان کی تشریف آوری پر ہم ان کے ممنون ہیں۔ مسلمان کے گھر میں مسلمان بچہ پیدا ہوتا ہے، اسے اسلام کی نعمت کی قدر اور احساس نہیں ہوتا اور جو اسلامی ماحول میں پیدا نہیں ہوتا اور پھر اللہ تعالیٰ اسے اسلام کی نعمت مرحمت فرماتا ہے اسے اس نعمت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ قادیانیت کا ڈھونگ ایک باریک نکتہ ہے، میں نے لندن میں تعلیم حاصل کی، بار ایٹ لاء کیا، مجھے اسلام کا اتنا ادراک نہیں تھا، میں ان علماء کرام کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے میری راہنمائی کی اور مجھے اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر لاکھوں لعنتیں ہوں، قادیانیت پر لعنت ہو۔ قرآن وحدیث میں ختم نبوت کا واضح اعلان موجود ہے جو شخص عقیدۂ ختم نبوت کو نہیں مانتا وہ کافر اور لعنتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ a کا امتی ہونے کی حسرت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رہی اور آپ کی عظمت پر رشک کرتے رہے۔ حضرت محمد a کا امتی ہونا بہت بڑا اعزاز ہے۔ کسی امتی کو اگر نیکی کی توفیق ملتی ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ a کی دعاؤں کی وجہ سے ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا حافظ حسین احمد مدظلہ نے کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے احباب کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ جمعیت علماء اسلام کی مصروفیات کی وجہ سے فراغت نہیں تھی، لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ سردار امام بخش خان قیصرانی نے اسلام قبول کیا ہے اور خاتم النبیین a کے سائبان میں آگئے ہیں تو مجھے انتہائی خوشی ہوئی، میں نے اپنی ساری مصروفیات کو موخر کر کے اس کانفرنس میں اپنی شرکت کو سعادت سمجھا، میں سردار امام بخش خان قیصرانی کو دجل وفریب سے نکلنے اور حلقۂ بگوش اسلام ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ سردار امام بخش خان قیصرانی کے سر پر حضرت محمد a کی غلامی کا تاج ہے۔ قادیانیت کی دلدل سے نکل کر اسلام کے دامن رحمت میں آنا بہت بڑی سعادت ہے۔ جمعیت علماء اسلام نے اس سال کو شیخ الہندؒ کا سال قرار دیا، بلوچستان، سندھ، سرحد اور پنجاب کے سرداروں نے انگریز کے آگے سر جھکا کر سر کا خطاب حاصل کیا۔ ہمارے اکابر نے انگریز کے خلاف تحریکیں چلائیں۔ شیخ الہندؒ نے تحریک ریشمی رومال چلائی تمام ہندوستانیوں کو اپنے ساتھ ملایا اور انگریز کو ہندوستان سے نکال دیا۔ روس کو شیخ الہندؒ کے شاگردوں نے شکست دی۔ امریکا کو شیخ الہندؒ ہی کے نام لیواؤں نے شکست دی ہے، ہم نے ہمیشہ آئین کے مطابق جدوجہد کی۔ آئینی جدوجہد کے ذریعہ ہم نے قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا۔ مولانا ضیاء

الدین آزاد نے اپنے بیان میں کہا کہ یہ کانفرنس قادیانیوں کو قبول اسلام کی دعوت دیتی ہے۔ قادیانی، قادیانیت چھوڑ کر اسلام کے دامن رحمت میں آجائیں۔ پاکستان میں تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارے اکابر کی قربانیوں کا مشن ہے، ہم اپنے اکابر کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ سردار محمد خان لغاری راہنما جمعیت علماء پاکستان نے اپنے خطاب میں کہا کہ انتہائی مسرت کی بات ہے کہ آج ہم آپ کے قصبہ میں ختم نبوت کانفرنس میں حاضر ہیں۔ ختم نبوت کا اسٹیج ایسا ہے جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شامل ہیں۔ تحریک شیر گڑھ میں ہم سب شامل تھے۔ بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ راہنماؤں نے بھی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا، ختم نبوت کا مسئلہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں شروع ہوا مسیلمہ کذاب کا فتنہ آپؐ کے زمانہ میں شروع ہوا، حضرت ابوبکر صدیقؓ ختم نبوت کے پہلے محافظ تھے، حضرت وحشی بن حربؓ نے مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کیا۔ مولانا قاری جمال عبدالناصر نے کہا کہ غازی علم دین شہید کی طرح غازی ممتاز قادری نے بھی ناموس رسالت کے لئے قربانی دی ہے۔ ممتاز قادری جیل میں نہیں بلکہ جنت میں ہیں، اسلام اور شعائر اسلام کو مٹانے والے مذاکرات کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ پروفیسر عطاء محمد جعفری امیر جماعت اسلامی ضلع ڈیرہ غازی خان نے کہا کہ ہر دور کا باطل چاہتا ہے کہ اللہ کے نور کو اپنی ناپاک پھونکوں سے بجھا دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ میں ڈیرہ غازی خان کے ختم نبوت کے راہنماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے یہ مبارک محفل سجائی۔ امریکہ مساجد و مدارس کو شہید کر رہا ہے۔ اس کے حامی ہمارے بے حمیت حکمران ہیں۔ پاکستان کو معاشی اور سیاسی طور پر بدحال اور بے حال کر دیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت نے اسلامیات کے نصاب کو تبدیل کر دیا، نہم کی اسلامیات میں سے سورۂ توبہ، سورۂ انفال کو حذف کیا، ۱۲۰ احادیث کو نکالا، علماء کرام کے احتجاج پر پنجاب حکومت نے یہ فیصلہ واپس لے لیا ہے، علماء کرام زندہ باد۔

مولانا محمد اقبال رشید امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ڈیرہ غازی خان نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت امت کا اساسی عقیدہ ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں یہود و نصاریٰ کے ایماء پر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کیا اور مرزا قادیانی کو نبی بنا کر جہاد کے خلاف کام کرایا۔ حاجی یار محمد خان شہلانی راہنما اہل سنت والجماعت نے کہا کہ ختم نبوت کے لئے ہمارے خون کا آخری قطرہ تک حاضر ہے۔ مولانا امان اللہ اور مولانا عبدالعزیز لاشاری نے اس کانفرنس کا انتظام کیا، میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر کام کی ایک ابتداً بھی ہوتی ہے اور انتہاً بھی، ابتداً اور انتہا سے پاک صرف اللہ کی ذات ہے۔ آدم علیہ السلام سے نبوت کی ابتداً ہوئی تو فطرت کا تقاضا ہے کہ کسی پر نبوت کی انتہا ہونی چاہئے۔ ہم قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینے آئے ہیں، اگر قادیانی کہیں کہ آپ ہمارے دروازے پر جھاڑو دیں تو ہم اسلام قبول کریں گے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ اگر قادیانی یہ سمجھیں کہ ہم قادیانی رہتے ہوئے مسلمان معاشرہ کا حصہ بن جائیں تو یہ ہمیں ہرگز گوارا نہیں۔ سانپ اور بچھو سے صلح ہو سکتی ہے قادیانیوں سے صلح نہیں ہو سکتی۔ یہودی اور عیسائی مذہب کے لوگ بھی نبوت کو جاری نہیں مانتے۔ قادیانی نبوت کو جاری مان کر یہودیت و عیسائیت سے بھی بدتر ہیں، کوئی دن ایسا نہیں آتا کہ قادیانیوں کے قبول اسلام کی اطلاع نہ ملے۔ قادیانی خود یہ کہتے ہیں کہ چودہ سو سال میں مرزا قادیانی کے سوا کوئی نبی

نہیں آیا اور مرزا قادیانی کے بعد بھی کوئی نبی نہیں، اس سے قادیانی ختم نبوت کا اعزاز مرزا قادیانی کو دینا چاہتے ہیں اور ہم آپ کی ختم نبوت کا اعزاز کسی کو حاصل کرنے نہیں دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ”آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی ہیں اور میں سب سے آخری نبی ہوں۔“ اول وہ ہوتا ہے جس سے پہلے کوئی نہ ہو اور آخر وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ آپؐ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے ان کی نبوت کا علاقہ محدود تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ a کو پوری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ آپؐ آخری نبی ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب مجموعہ اشتہارات پہلی جلد میں لکھا کہ: ”حضور a کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور لعنتی ہے۔“ پھر اسی کتاب کی تیسری جلد میں لکھا: ”میں نبی ہوں۔“ مرزا قادیانی اپنے فتویٰ کے مطابق کافر اور لعنتی ہے۔ کامل ابن اثیر تاریخ کی کتاب میں ہے: ”صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔“ مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی تعداد بھی ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی، آج ایک بھی مسیلمی نہیں ملتا۔ اسی طرح ایک وقت آئے گا کہ دنیا میں ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ مرزا قادیانی نے کہا: ”جو مجھے نہیں مانتا وہ کنجری کا بیٹا ہے۔“ مرزا قادیانی کے دو بیٹے فضل احمد اور سلطان احمد مرزا کو نہیں مانتے تھے، گویا مرزا کے بقول اس کے دو بیٹے کنجری کی اولاد ہوئے۔ مرزا خود کیا ہوا؟ اس کے ماننے والوں کو کیا کہیں گے؟ جناب سردار امام بخش خان قیصرانی سے میری پہلی ملاقات ہے، میں ان کو اپنے سے بہتر مسلمان سمجھتا ہوں، اس لئے کہ امام بخش خان نے اسلام قبول کیا ہے، ان کے قبول اسلام کی وجہ سے حدیث پاک کے مطابق ان کے پہلے تمام گناہ معاف ہوگئے ہیں۔

کانفرنس میں مولانا قاری عبدالوہاب اور قاری شاہنواز نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ جبکہ غلام فرید طیب، یعقوب نظامی اور اللہ نواز سرگانی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ راقم الحروف نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ مولانا عبدالرحمن غفاری، مولانا محمد اسحاق ساجد، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اقبال، مولانا محمد شریف حیدری، مولانا امان اللہ قیصرانی اور دیگر اراکین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علماء اسلام نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے شب و روز محنت کی۔ کانفرنس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء اور عوام نے شرکت کی۔ کانفرنس کے شرکا ”تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد“ کے فلک شگاف نعرے لگاتے رہے۔ کانفرنس میں تحصیل و ضلع بھر کی دینی سیاسی قیادت نے شرکت کی، جن میں شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن عثمانی، مولانا غلام فرید قیصرانی، مولانا عبدالغفور گورمانی، پیر طریقت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی، مولانا رحمت اللہ، مولانا عبدالغفور سبحانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا بشیر احمد فاضل پوری، مولانا ابوبکر تونسوی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے جنرل سیکریٹری حکیم عبدالرحیم جعفر شامل ہیں۔ الحمدللہ! پنڈال کو خوبصورت بینروں سے سجایا گیا، جن پر مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ، مفتی فخرالزماں شہیدؒ کی عظمت کو سلام، حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے نامزد ملزم زید حامد کو گرفتار کرو آویزاں تھا۔ ایک پریس ریلیز میں مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت، مولانا عبدالعزیز لاشاری نے تحصیل تونسہ شریف کی تمام دینی قیادت کو کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور تمام دینی جماعتوں کا شکریہ ادا کیا۔

ختم نبوت کانفرنس ساہیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بلدیہ گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

کانفرنس میں محتاط اندازے کے مطابق پچاس ہزار سے زائد حضرات نے شرکت کی۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالستار گورمانی اور مقامی جماعتی رفقاء نے قریہ قریہ، بستی بستی، چکوک، دیہات اور شہروں کے دورے کئے۔ درجنوں اجتماعات اور دروس سے خطاب کیا۔ جامعہ رشیدیہ کے مہتمم مولانا کلیم اللہ رشیدی، ناظم قاری سعید احمد، جامعہ علوم شرعیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا طارق مسعود، جامعہ انوریہ مسجد نور کے مہتمم قاری بشیر احمد، جامعہ اشرفیہ عیدگاہ کے پیر جی مولانا عبدالحفیظ، جمعیت علماء اہل سنت کے قاری منظور احمد، جمعیت علماء اسلام کے قاری محمد طاہر رشیدی، مولانا مفتی ذکاء اللہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالجبار نے مہمانان خصوصی وعمومی کے خوردونوش، رہائش اور خوراک کے لئے بھرپور تعاون کیا اور دن رات ایک کر دیئے۔

کانفرنس ۷راپریل مغرب کے بعد شروع ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز جامعہ محمدیہ کے استاد قاری محمد عثمان کی مسحور کن تلاوت سے ہوا۔ جامعہ رشیدیہ کے استاد مولانا شاہد عمران عارفی نے حمد ونعت پیش کر کے خوب سماں باندھا۔ کانفرنس کا افتتاح برکۃ العصر شیخ الحدیث کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ کے بیان سے ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کے ولولہ انگیز خطاب نے تحریک ختم نبوت کے قائدین کے حیرت انگیز واقعات پیش کر کے مجمع پر آہ وبکا کی کیفیت طاری کر دی۔ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سربراہ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ کے ہاتھ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کی جانے والی بیعت کی تجدید کا اعلان کیا۔ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا رشید احمد لدھیانوی نے کہا کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ کفر میرے آباؤ اجداد علماء لدھیانہ نے دیا۔ میں اس فتویٰ کی لاج رکھوں گا۔ اہل سنت والجماعت کے رہنماء مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ ساہیوال ضلع میں قادیانیوں کی تبلیغی ارتدادی اور باغیانہ سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے ورنہ اہل سنت کے کارکن قربانی دینا جانتے ہیں۔ جماعت اسلامی کے رہنماء جناب محمد انور گوندل نے کہا کہ آج کے اس اجتماع نے ۱۹۷۴ء کی تحریک کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے کی سعادت مجھے بھی نصیب ہوئی۔ آئندہ بھی یہ سعادت حاصل کرتے رہیں گے۔ جامعہ عربیہ چنیوٹ کے مدیر، مولانا منظور احمد چنیوٹی کے فرزند ارجمند، پنجاب اسمبلی کے ممبر مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا کہ ۱۹۸۴ء کو شہید ہونے والے قاری بشیر احمد، طالب علم اظہر رفیق کا قاتل انتظامیہ کی ناک کے نیچے دندناتا پھر رہا ہے۔ انتظامیہ فوری طور پر گرفتار کرے بصورت دیگر پنجاب اسمبلی میں اس کے خلاف آواز اٹھاؤں گا۔

تحریک ختم نبوت کے روح رواں مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانیت کو ریورس گیر لگ چکا ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ قادیانیت روئے زمین سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گی۔ انہوں نے گجرخان، رتوچھ چکوال، سرائے نورنگ اور خوشاب میں اسلام قبول کرنے والوں کا خیر مقدم کیا اور انہیں مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اگر ان کو کوئی نقصان پہنچا تو ذمہ داری قادیانی جماعت پر عائد ہوگی۔ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز خطیب مولانا بشیر احمد القادری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے پہلے بھی اکٹھے تھے، آج بھی ایک ہیں۔ انہوں نے تحریک ختم نبوت

میں حصہ لینے والے تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں کو خراج تحسین پیش کیا۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنماء اور خیبر پختونخواہ اسمبلی کے ممبر مولانا مفتی کفایت اللہ نے مجمع کو تڑپا دیا اور جب حکومتی مظالم کو بیان کیا تو ہر آنکھ پرنم نظر آرہی تھی۔ انہوں نے موجودہ حکمرانوں کو پرویز مشرف کا تسلسل قرار دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکمرانوں نے صوبہ خیبر پختونخواہ میں بمباری، امریکہ کے ڈرون حملوں کے ذریعہ ہزاروں افراد کو خاک وخون میں نہلا دیا۔ انہوں نے اہل پنجاب سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ جب تک پنجاب ملحد، لادین، یورپ کے ٹاؤٹ اور ایجنٹوں کو ووٹ دینا بند نہیں کرے گا اس وقت تک پورے ملک میں اس قسم کے مظالم ہوتے رہیں گے۔ انہوں نے پورے مجمع کو کھڑا کر کے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا عہد لیا۔ کانفرنس کی صدارت امیر مرکزی شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے کی۔ کانفرنس میں مفتی عثمان غنی، قاری زاہد اقبال، پیرجی عبدالحفیظ، قاری اصغر عثمانی چیچہ وطنی سے، مولانا قاری محمد طیب حنفی بورے والا سے، مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی خانیوال سے، الحاج محمد رمضان بگھیلا و دیگر علمائے کرام علاقوں سے بسیں لے کر آئے۔

پھالیہ میں عظیم الشان کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پائلٹ سیکنڈری سکول کے گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں تحریک چلا کر حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ آج مولانا فضل الرحمن اور مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی قیادت میں کسی بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

خیبر پختونخواہ اسمبلی کے ممبر مولانا مفتی کفایت اللہ نے کہا کہ اگر مسلمانان پنجاب ہمت وجرأت سے کام لیں تو حکمران خلاف اسلام کوئی حرکت نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ تحریک ختم نبوت کے رہنماء مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ کسی قادیانی ماں نے بچہ نہیں جنا جو مرزا قادیانی کو شریف انسان ثابت کر سکے۔ قادیانی لٹریچر کی رو سے مرزا قادیانی زانی، شرابی، حرام مال کھانے والا انسان تھا۔ کوئی زانی، شرابی اور حرام خور اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ حکمرانوں کی بے حسی، لاقانونیت کی وجہ سے قادیانی اور دوسرے لوگ آئے روز اہانت رسول کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ اگر حکمرانوں نے قانون پر عمل درآمد نہ کیا تو مسلمان اپنے ہاتھوں سے ناموس رسالت کا تحفظ کریں گے۔ اہل سنت والجماعت کے رہنماء مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ قادیانی اگر صدق دل سے قادیانیت سے توبہ تائب ہو جائیں تو ہم انہیں سینے سے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ متحدہ جمعیت اہلحدیث کے رہنماء مولانا محمد یحییٰ رندھاوا نے کہا کہ قادیانیت کے فتنہ کے آغاز ہی سے پوری ملت اس کے خلاف متحد و متفق چلی آرہی ہے۔ اہلحدیثوں کا بچہ بچہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی

قیادت کے حکم پر اپنے خون کا آخری قطرہ پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ اتحاد اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے رہنماء قادیانیت پر اتمام حجت کر چکے۔ مناظروں اور مباحثوں کے ذریعہ قادیانیت کے کفر کو ننگا کیا جاچکا ہے اور آئندہ بھی انہیں ہر میدان میں شکست فاش دی جائے گی۔ جماعت اسلامی کے رہنماء محمد انور گوندل نے کہا کہ ختم نبوت کے مسئلہ میں خیرالقرون سے لے کر اب تک کبھی دو رائے نہیں ہوئیں۔ جماعت اسلامی کے کارکن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے تن، من، دھن کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالشکور رضوی نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بریلوی مکتب فکر کے لوگوں نے علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالستار نیازی کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا تھا اور آج بھی ناموس رسالت کی حفاظت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمارا بچہ بچہ قربانی کے لئے حاضر ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ نے کہا کہ تحریک ختم نبوت میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت درخواستیؒ، حضرت دین پوریؒ، حضرت امروٹیؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ جیسے مشائخ نے عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں اور آئندہ بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے علمی جانشین استاد القرآء حضرت قاری محمد یٰسین فیصل آبادی نے کہا کہ اب بھی وقت ہے کہ قادیانی ہوش کے ناخن لیں اور ملکی آئین وقانون کی پابندی اختیار کریں۔ اگر قادیانیوں نے اپنی روش نہ بدلی تو مسلمانان پاکستان ایسی تحریک چلانے پر مجبور ہو جائیں گے جو ان کے ارتداد اور اس کی شرعی سزا کے نفاذ کا فیصلہ کرا کے دم لے گی۔ خانقاہ مدنیہ اٹک کے سجادہ نشین مولانا قاضی ارشد الحسینی نے کہا کہ قادیانیت کے دن گنے جاچکے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب قادیانیت خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت کو ریورس گیر لگ چکا ہے۔ الحمدللہ قادیانی دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ روئے زمین پر ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ کانفرنس سے مقامی علماء کرام مولانا مفتی صفدر حسین، مولانا مفتی منیر احمد، قاری عبدالواحد، مولانا محمد قاسم کے علاوہ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری ابوبکر صدیق جہلم، قاری خالق داد دینہ، قاری احسان اللہ گجرات، میجر ذوالفقار گوندل، ایم پی اے مولانا محمد ریاض سواتی گوجرانوالہ، مولانا قاری احسان الحق شاہ، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی کراچی، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، مولانا محمد ایوب خان ثاقب ڈسکہ، علامہ محمد ممتاز کلیار گوجرانوالہ، مولانا محمد عمر عثمانی گجرات، قاری جمیل الرحمٰن اختر لاہور، فخر عمر حیات لالیکا سمیت کئی ایک حضرات نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی اور مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شالامار باغ کے بالمقابل باغبانپورہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی جس کا آغاز حضرت مفتی محمد حسن کی دعا اور قاری ظہور الحق کی تلاوت سے ہوا۔ نعت محمد نعیم متعلم جامعہ عثمانیہ آسٹریلیا مسجد اور عبیداللہ انور نے

پیش کی۔ مولانا ضیاء الدین آزاد ماموں کانجن، مولانا امجد سعید لاہور اور جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جناب فرید احمد پراچہ، مجلس سرگودھا کے مبلغ مولانا محمد خالد عابد اور مجلس شیخوپورہ کے مبلغ مولانا محمد ریاض کے خطابات ہوئے۔ صدارت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے کی۔ دوسری نشست بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ تلاوت سید لبیب احمد شاہ نے کی۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے کی۔ نعت عبداللہ نفیس نے پیش کی۔ افتتاحی اور خیر مقدمی کلمات قاری جمیل الرحمن اختر نے کہے۔ قاری علیم الدین شاکر خطیب جامع مسجد مولانا احمد علی لاہور اچھرہ، راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا فضل الرحیم نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا عبدالشکور ربانی اتحاد اہل سنت پاکستان لاہور، مولانا اسامہ رضوان لاہور، مولانا محمد اسماعیل محمدی رانا ٹاؤن لاہور کے خطابات ہوئے۔

جمعیت علمائے اسلام (س) کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے دارالعلوم دیوبند اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو قادیانیت کے مقابلہ میں عظیم کردار ادا کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے ملک بھر میں قادیانیت سے تائب ہونے والوں کی تفصیلات بیان کیں۔ مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ہاتھ پر کی جانے والی بیعت کی تجدید کا اعلان کیا۔ جمعیت علماء پاکستان کے ناظم اعلیٰ قاری زوار بہادر نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں مل کر تحریک چلائی تھی۔ آئندہ بھی ضرورت پڑی تو اس سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ اسمبلی کے اندر اور باہر لادین قوتوں کا مقابلہ کیا جائے گا۔ مرکزی انجمن خدام الدین کے امیر میاں محمد اجمل قادری نے اپنے دادا مولانا احمد علی لاہوریؒ والد مولانا عبیداللہ انورؒ کے کردار کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ دینی مدارس تحریک ختم نبوت کی چھاؤنیاں ہیں۔ آئندہ بھی کردار ادا کرتے رہیں گے۔ حافظ زبیر احمد ظہیر نے کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ، میر ابراہیم سیالکوٹیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے قادیانیت کے مقابلہ پر جرأت مندانہ کردار ادا کیا۔ آئندہ بھی اسے برقرار رکھا جائے گا۔ شاعر ختم نبوت سید سلیمان گیلانی نے نعت ونظم سے مجمع کو گرمائے رکھا۔ مولانا محمد یعقوب نے گڑھی شاہو میں قادیانیوں کی عبادت گاہ سے کلمہ طیبہ محفوظ کرنے اور جمعہ کے روز قادیانیوں کی طرف سے روڈ بلاک کرنے کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ کلمہ طیبہ کو محفوظ کیا جائے اور جمعہ کے روز سڑکیں کھلی رکھی جائیں۔

مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ حکومت قرارداد پر عمل نہیں کرے گی تو ہم شعائر اسلامی کے تحفظ پر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا محمد قاسم گجر نے ”سنو لوگو ایک کہانی، ایک تھا مرزا قادیانی“ سنا کر مجمع سے خوب داد حاصل کی۔ مولانا خالد محمود نے قراردادیں پیش کیں۔ خیبر پختونخواہ اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر مولانا مفتی کفایت اللہ نے مجمع کو کھڑا کر کے عہد لیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ کانفرنس رات تین بجے تک جاری رہی۔ لاہور مجلس کے امیر

مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ سیاچن گلیشیر میں برف کے تودہ میں دب کر وفات پانے والے فوجیوں، اسلام آباد کے قریب بھوجا ائیرلائنز کے طیارہ میں شہید ہونے والے علماء کرام سمیت تمام مسلمانوں، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا قاضی حمید اللہ خان سابق ایم این اے کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور متذکرہ بالا تمام مسلم عوام کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس پنوں عاقل

۱۸؍مارچ بروز اتوار بعد نماز مغرب شاہی بازار پنوعاقل میں عظیم الشان سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد سندھ کے مشہور، نامور نعت خواں عبدالواحد معشوق علی جتوئی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ بعد ازاں بیانات کا سلسلہ شروع ہوا۔ مقررین میں مولانا قاری خلیل احمد خطیب مرکزی جامع مسجد سکھر، مولانا میر محمد میرک، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر، مولانا تجمل حسین، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا ممتاز احمد کلیار فیصل آباد، مفتی محمد طاہر بالیجوی، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا قاضی احسان احمد مرکزی رہنماء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی شامل تھے۔ علماء کرام نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء کرام کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی ہیں اور آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت پر ایک سو آیات کریمہ، دو سو سے زائد احادیث نبوی دلالت کرتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ علماء کرام نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ لیکن امت مسلمہ نے اس کا بھرپور تعاقب کیا۔ پاکستان کی تمام عدالتوں سمیت قومی اسمبلی نے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ مسلمان کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر سمجھتے ہیں اور اسے کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ یہود ونصاریٰ انبیاء کرام اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کو روشن خیالی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مسلمانان پاکستان اس روشن خیالی کو کفر سمجھتے ہیں اور اس کو کسی صورت برداشت نہیں کریں گے، چاہے اس کے لئے کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ قاری خلیل احمد نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ مرزا قادیانی کائنات کا بدترین کافر تھا کہ اس بدبخت نے آپ ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ مسلمان مر تو سکتا ہے، کٹ تو سکتا ہے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی دعویٰ نبوت کرے، اس کو کسی صورت برداشت نہیں کرسکتا۔ انشاء اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قافلہ پاکستان، بیرون پاکستان، برطانیہ، امریکہ، افریقہ اور دنیا کے آخری کونے تک فتنہ قادیانیت کا تعاقب کرتا رہے گا۔ کانفرنس رات ایک بجے مولانا قاضی احسان احمد کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ساتھیوں مولانا خلیل الرحمن، قاری عبدالقادر چاچڑ، حافظ عبدالغفار شیخ، پیر عبدالحنان، مولانا اظہر حسین، مولانا محمد جاوید، حافظ محمد ایاز شیخ، غلام شبیر شیخ، قدرت اللہ چاچڑ، قاری حماد اللہ ودیگر ساتھیوں نے بھرپور محنت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مولانا ریاض احمد مبلغ شیخوپورہ کا تبلیغی دورہ

بروز اتوار مدرسہ ختم نبوت ننکانہ صاحب میں درس قرآن دیا جس میں سامعین پر واضح کیا کہ حضور اکرم a پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ آپؐ کے بعد جو بھی نبوت کے منصب پر بیٹھنے کی ناکام کوشش کرے گا، دجال، کذاب ہوگا۔ بیان کے بعد احباب میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ جسے حضرات نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور بڑی عقیدت سے پڑھا اور جماعتی احباب کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ مغرب کے بعد ننکانہ صاحب کا ایک علاقہ جو کہ کھیارے سے موسوم ہے۔ وہاں جامع مسجد میں درس قرآن ہوا جس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو واضح کیا۔ عشاء کے بعد کوٹلی میں بھی درس قرآن ہوا جس میں عقیدہ ختم نبوت، مرزائیت پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ جسے سامعین نے بہت سراہا۔ کوٹلی کی جامع مسجد لال بھٹیاں کے خطیب صاحب نے علاقہ بھر کے علماء سے ملاقات کروائی اور پورے علاقے میں مبلغ ختم نبوت کا بہت ہی خوب صورت انداز میں تعارف کروایا۔ چک وٹواں میں مغرب کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن میں بیان ہوا جس میں عوام اور طلباء کا اجتماع تھا۔ مجموعی طور پر عقیدہ تحفظ ختم نبوت پر گفتگو ہوئی۔ لیکن طلباء کو قرآن واحادیث کے حوالے سے تحفظ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ رضوان کے متعلق علمی نقاط گوش گزار کیے جس سے طلبہ نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ اٹانوالی مولانا سالم قاسمی صاحب کے ہاں عشاء کے بعد عقیدہ ختم نبوت پر سیر حاصل گفتگو ہوئی اور فجر کے بعد حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بات ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس ڈسکہ

۲۱ر مارچ بروز بدھ بعد نماز عشاء بمقام عیدگاہ حضرت بلالؓ کالج روڈ ڈسکہ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہزاروں کی تعداد میں شمع ختم نبوت کے پروانوں نے شرکت کرکے محب رسولؐ ہونے کا ثبوت دیا۔ اس کانفرنس کی صدارت جمعیت علمائے اسلام کے ممتاز رہنما حضرت صاحبزادہ مولانا ایوب خان فیروز نے فرمائی۔ اس کانفرنس میں ہر مسلک کے رہنماؤں نے پرجوش انداز میں خطابات کیے۔ جناب قاری زوار بہادر جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان اور عالمی تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مولانا عزیز الرحمن ثانی وشاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، ختم نبوت یوتھ فورس سیالکوٹ کے صدر سید محبوب احمد گیلانی، جماعت اسلامی کے حافظ محمد طاہر اسلم اور سید ضیاء اللہ شاہ بخاری مرکزی رہنماء متحدہ جمعیت اہلحدیث نے خطاب فرمایا۔ نعتیہ کلام مولانا قاسم گجر، قاری ارشد محمود صفدر نے پیش کیا۔ تمام امور کی نگرانی مولانا فقیر اللہ اختر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ نے کی۔ موصوف نے دن رات محنت کرکے کانفرنس کو کامیاب کیا۔ مولانا محمد افضل شاکر، حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق، مولانا حافظ غلام مرتضیٰ، مولانا حافظ نصر اللہ عثمانی، حافظ محمد ارشد محبوب، قاری محمد یامین ندیم، مولانا ارشد محمود خان، مولانا محمد طیب خان یہ حضرات تمام کاموں میں مولانا فقیر اللہ اختر کے معاون رہے اور بے مثال تعاون کے ذریعہ کانفرنس کا کامیاب بنایا۔

ختم نبوت کانفرنس شکرگڑھ

۲۳ر مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عشاء بمقام جامع مسجد حنفیہ دربان روڈ شکرگڑھ میں عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں خطیب خوش الحان حضرت مولانا عبدالحمید وٹو نے اپنے دل کش انداز میں قادیانیت کی زہرناکیوں کو بیان کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت قاری محمد رمضان امیر مجلس تحفظ ختم نبوت شکر گڑھ نے فرمائی اور حافظ عامر رشید جنرل سیکرٹری مجلس نے دن رات ایک کر کے اس کانفرنس کو کامیاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مولانا عزیز الرحمن ثانی، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق عوام کو آگاہ کیا اور عوام سے اس بات کا عہد لیا کہ وہ قادیانیوں سے بائیکاٹ کر کے محبت رسولﷺ کا ثبوت دیں۔ ختم نبوت یوتھ فورس سیالکوٹ کے صدر محبوب احمد گیلانی نے بھی خطاب کیا۔ مولانا فقیر اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم آخری سانس تک ناموس رسالت کی حفاظت کریں گے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ساتھ دیں گے۔ مولانا راشد محمود قاسمی، مولانا عبدالمتین صفدر، مولانا طلحہ عثمانی، ڈاکٹر شہباز قمر، محمد ضیاء الحق نے بھی خطاب کیا۔ نعتیہ کلام جناب قاری ارشد محمود صفدر نے پیش کیا۔

ختم نبوت کانفرنس مظفر گڑھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مظفر گڑھ کے زیر اہتمام ۳۰ رمارچ بروز جمعہ بعد نماز مغرب بمقام جامع مسجد احیاء العلوم عیدگاہ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں امیر مرکزیہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم، مولانا حافظ حسین احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسامہ رضوان، مولانا محمود الرحمن عارفی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالخالق قاضی، مولانا سید خلیل احمد شاہ، مولانا محمد اسماعیل عاصم، مولانا اعجاز الحق قاسمی، مولانا انیس الرحمن تھرمل پاور کالونی والے، قاری محمد علی، مولانا سعید اللہ ارشد چوک منڈہ، مولانا محمد ادریس کوٹ ادو، مولانا قاری حماد آف گورمانی، مولانا منیر احمد نعمانی، مولانا عبدالرشید بلال، مولانا محمد اقبال حنیف، مولانا سید سعید احمد شاہ، مولانا عبدالکریم شاہ جمالی، مولانا عبدالستار، مفتی سلیم اللہ، بھائی مصطفیٰ نوید نقشبندی، محمد ارشد نقشبندی، محمد اظہر فاروقی ودیگر معززین وعلماء کرام نے شرکت کی۔

قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکال دیا گیا

مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی مردے کی تدفین پر اہل علاقہ میں شدید احتجاج پر عدالتی حکم پر قبر کشائی کر کے قادیانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ نواحی علاقہ پیروال ضلع خانیوال کے رہائشی قادیانی غلام سرور عرف جلوہ جو چند روز قبل آنجہانی ہوا کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے اہل علاقہ میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا۔ آنجہانی قادیانی کے مسلمان اور لواحقین اور بیٹیوں کی طرف سے درخواست پر عدالتی حکم کی روشنی میں قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر قادیانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ آنجہانی کی قبر کشائی کے موقع پر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی، مولانا محمد عباس اختر، مفتی خالد محمود ازہر، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا زاہد کریم، چوہدری بابر علی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، اہل سنت والجماعت کے قائدین اور کارکنان کی کثیر تعداد موجود تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی اور ضلعی امیر خواجہ عبدالماجد صدیقی نے اہل علاقہ کو خراج تحسین پیش کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کی اور مرزائیوں کے کفریہ عقائد بارے عوام کو آگاہ کیا۔

ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی پر علماء لاہور و کارکنانِ ختم نبوت کے اعزاز میں استقبالیہ

شالامار چوک میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی پر اظہار تشکر کے طور پر کانفرنس کی کامیابی کیلئے محنت کرنے والے علماء کرام، دینی کارکنوں اور مختلف کمیٹیوں کے ارکان کے اعزاز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا جس میں علماء کرام اور دینی کارکنوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی کے علاوہ مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری نذیر احمد، مولانا عبدالشکور حقانی، قاری علیم الدین شاکر، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا یعقوب فیض، مولانا عبدالشکور ، مولانا امجد سعید، حافظ نصیر احمد احرار، الحاج سید سلمان گیلانی ، مولانا محبوب شاہ ہاشمی، پیر رضوان نفیس، مولانا ضیاء الحسن شاہ، مولانا عبدالنعیم، مولانا عمر حیات ، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا مختار الحق ظفر، مولانا غضنفر عزیز، قاری محمد صدیق توحیدی اور دیگر حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس کی بھرپور کامیابی پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور کام کرنے والے حضرات کو مبارکباد دی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی بیداری کے ماحول کو قائم رکھنا آج کے دور کی اہم ملی وقومی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ معاشرہ میں دینی بیداری کی فضاء کو برقرار رکھ کر ہی ہم ملک وقوم اور دین کے خلاف فتنوں کا صحیح طور پر مقابلہ کرسکتے ہیں انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کانفرنسیں دینی بیداری کے اس ماحول کو قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اس لیے ان کا تسلسل جاری رہنا چاہیے۔ مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور منکرین ختم نبوت کا تعاقب ہماری دینی ذمہ داری اور اکابر کا مشن ہے۔ جس کو جاری رکھنے کیلئے ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ عالمی مجلس کی جدوجہد ملک میں دینی اقدار کے فروغ اور خاص طور پر قادیانی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے مسلسل جاری ہے اور اس میں اسے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور عوام کا تعاون حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموسِ رسالت کے بارے میں دستوری اور قانونی دفعات کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا اور اس کے بارے میں کسی بین الاقوامی اور اندرونی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انہوں نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے تعاون اور محنت کرنے والے احباب کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور اُمید ظاہر کی کہ آئندہ بھی سب دوستوں کا تعاون اسی طرح حاصل رہے گا۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

وما توفیقی الا باللہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر میں

الآخر بعدی

31 واں سالانہ

ختم نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

بتاریخ

2 شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق 23 جون 2012

تا

26 شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق 17 جولائی 2012

زیر سرپرستی

حکیم العصر محدث دوراں ولی کامل مخدوم العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✦ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✦ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✦ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ◎ چناب نگر ضلع چنیوٹ

چناب نگر: 047-6212611

ملتان: 061-4783486